www.KitaboSunnat.com

﴿وَفَدَيْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِيمٍ﴾ (الصفت: ۱۰۳ تا ۱۱۱)
اور ہم نے ایک بڑا ذبیحہ (جنت سے لایا ہوا مینڈھا)
اس کے فدیہ میں دے دیا۔

عشرۂ ذی الحجہ اور قربانی

فضائل، احکام اور مسائل

عبدالمنان عبدالحنان سلفی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

library@mohaddis.com

www.KitaboSunnat.com

جملہ حقوق بحق مولف محفوظ

نام کتاب:..................عشرۂ ذی الحجہ اور قربانی
تالیف:..................عبدالمنان عبدالحنان سلفی
نظر ثانی:..................مفتی مولانا عبدالحنان فیضی حفظہ اللہ
تعداد اشاعت دوم:..................1000 (ایک ہزار)
سن طباعت:..................اگست ۲۰۱۶ء
کمپوزنگ:..................عتیق الرحمٰن سراجی
ناشر:..................**مرکز السلام التعلیمی الخیری**
جرواروڈ، تلسی پور، ضلع بلرام پور، یوپی

ملنے کے پتے

۱۔مکتبہ دار السلام ، جامعہ سراج العلوم السّلفیہ، جھنڈا نگر، کپل وستو، نیپال
۲۔فوزان پبلک اکیڈمی، جرواروڈ، تلسی پور، ضلع بلرام پور، یوپی
۳۔مولانا شمیم احمد مدنی، جامعہ سراج العلوم، بونڈیہار، بلرام پور، یوپی
۴۔
۵۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

انتساب

میں اپنی اس حقیر دعوتی و علمی کاوش کو

امت کے ان جیالوں اور جانبازوں کے نام منسوب کرتا ہوں جو

سیدنا **ابراھیم خلیل اللہ** علیہ السلام

اور ان کے خانوادہ کو اپنے لئے مشعل راہ اور اسوہ و نمونہ

قرار دے کر اللہ کے حضور مکمل خودسپردگی، ہر قسم کے ایثار

اور بے مثال قربانی کا قابل قدر جذبہ اپنے اندر رکھتے ہیں

اور زبان قال وحال سے یہ دہراتے رہتے ہیں کہ:

”بیشک میری نماز، میری قربانی، میرا جینا اور میرا مرنا

سب کچھ خالص اللہ رب العالمین کے لئے ہے“۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

﴿فَلَمَّآ اَسۡلَمَا وَتَلَّهٗ لِلۡجَبِيۡنِ، وَنَادَيۡنٰهُ
اَنۡ يّٰٓاِبۡرٰهِيۡمُ، قَدۡ صَدَّقۡتَ الرُّءۡيَا
اِنَّا كَذٰلِكَ نَجۡزِى الۡمُحۡسِنِيۡنَ،
اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الۡبَلٰٓـؤُا الۡمُبِيۡنُ ،
وَفَدَيۡنٰهُ بِذِبۡحٍ عَظِيۡمٍ،
وَتَرَكۡنَا عَلَيۡهِ فِى الۡاٰخِرِيۡنَ ﴾

ترجمہ:

غرض جب دونوں (باپ بیٹے: ابراہیم واسماعیل علیہما السلام) مطیع ہوگئے اور انھوں (باپ) نے اس (بیٹے) کو پیشانی (یا پہلو) کے بل گرادیا، تو ہم نے آواز دی کہ اے ابراہیم! (بس کر) یقیناً تو نے تو اپنے خواب کو سچا کر دکھایا، بیشک ہم نیکی کرنے والوں کو اسی طرح جزاء دیتے ہیں، درحقیقت یہ کھلا امتحان تھا، اور ہم نے ایک بڑا ذبیحہ (جنت سے لایا ہوا مینڈھا) اس کے فدیہ میں دے دیا، اور ہم نے ان کا ذکر خیر پچھلوں میں باقی رکھا۔ (الصفت: ۱۰۳ تا ۱۱۱)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

فہرست موضوعات

نمبر شمار	موضوعات	صفحہ
1	کلمات مؤلف	9
	عشرۂ ذی الحجہ کے فضائل و احکام	
2	عشرۂ ذی الحجہ کے فضائل	11
3	عشرۂ ذی الحجہ اور تکبیرات	13
4	کلمات تکبیر	14
5	بال اور ناخن نہ تراشنا	15
6	جو قربانی نہ کر سکے اس کے لئے بال وغیرہ کاٹنے کا حکم	16
7	عشرۂ ذی الحجہ میں روزے	17
8	یوم عرفہ کا روزہ	17
9	یوم عرفہ کا روزہ کس تاریخ کو رکھا جائے؟	18
	قربانی کی فضیلت اور احکام و مسائل	
10	قربانی کا مفہوم	20
11	قربانی کی تاریخ	22
12	ایک بے مثال اور یادگار قربانی	23
13	باپ سے بیٹے کی قربانی کا مطالبہ	24
14	سعادت مند بیٹا قربان ہونے کو تیار	25
15	ذِبح عظیم	25

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

صفحہ	موضوعات	نمبر شمار
27	قربانی کی مشروعیت	16
27	قربانی کا حکم	17
29	قربانی کی فضیلت سے متعلق ضعیف وموضوع روایات	18
35	کیا قربانی ہر گھر پر ہے یا گھر کے ہر فرد پر؟	19
36	ایک غلط فہمی کا ازالہ	20
36	کن جانوروں کی قربانی مشروع ہے؟	21
37	بھینس کی قربانی	22
38	کس جانور کی قربانی افضل ہے؟	23
40	قربانی کے جانوروں میں شرکت	24
40	قربانی کے جانور میں مطلوبہ اوصاف	25
41	قربانی کے جانور کا دانتا ہونا ضروری ہے	26
42	قربانی کا جانور کا تبادلہ	27
43	قربانی کا جانور صحت منداور اچھا ہونا چاہیئے	28
44	قربانی کے لئے تندرست اور موٹا تگڑا جانور	29
44	قربانی کے لئے خوبصورت جانور	30
45	قربانی کے لئے عیوب سے پاک جانور	31
46	خصی ہونا عیب نہیں	32
47	قربانی کا جانور اگر بعد میں عیب دار ہو جائے؟	33
48	قربانی کا وقت	34
49	قربانی کے لئے افضل دن	35

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

صفحہ	موضوعات	نمبر شمار
50	قربانی کا طریقہ اور اس کی دعائیں	36
51	قربانی کے لئے چھری تیز ہونی چاہیے	37
52	قربانی عیدگاہ کے پاس مسنون ہے	38
52	قربانی کا گوشت	39
54	قربانی کا گوشت غیر مسلم کو دینے کا مسئلہ	40
54	بطور اجرت قربانی کا گوشت و پوست قصاب کو دینا درست نہیں	41
55	میت کی جانب سے قربانی؟	42
56	نبی کریم ﷺ کی جانب سے قربانی؟	43
57	قربانی کے مقاصد: (۱) تقویٰ و حصول رضائے الٰہی	44
58	(۲) جذبۂ ایثار، خودسپردگی اور فداکاری کا اقرار	45
62	فہرست مصادر و مراجع	46

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کلماتِ مولف

الحمد لله رب العالمين و الصلاة و السلام على أشرف الأنبياء و سيد المرسلين محمد و آله و صحبه أجمعين، و من تبعهم بإحسان إلى يوم الدين، و بعد!

زیرِ نظر رسالہ **"عشرۂ ذی الحجہ اور قربانی"** دراصل میری کتاب **"مناسک: حج، عمرہ اور قربانی"** کا ایک حصہ ہے جو ستمبر ۲۰۱۲ء میں شائع ہو چکی ہے، بعض اہلِ علم احباب نے مشورہ دیا اور تقاضا بھی کیا کہ عشرۂ ذی الحجہ اور قربانی کے مسائل کو اگر کتابچہ کی شکل میں الگ سے شائع کر دیا جائے تو عوام و خواص کے لئے اس سے استفادہ سہل بھی ہوگا اور فائدہ بھی زیادہ عام ہوگا، چنانچہ اسی مقصد کے پیشِ نظر بعض ضروری اور مفید مباحث کا اضافہ اور نظرِ ثانی کے بعد اسے ستمبر ۲۰۱۳ء میں **"كلية الإمام ابن القيم" (الدار السلفية)** کوٹھوئی بازار، ضلع مہراج گنج، یوپی کے زیرِ اہتمام شائع کیا گیا، کتاب کی اشاعت کے بعد الحمد للہ اسے اہلِ علم نے قدر کی نگاہ سے دیکھا اور جلد ہی اس کے نسخے ختم ہو گئے اور دوسرے ایڈیشن کی ضرورت محسوس ہوئی۔

میں شکر گذار ہوں اپنے لائق اور عزیز ترین شاگرد جناب شیخ منصور احمد المدنی حفظہ اللہ کا جنھوں نے اس ضرورت کا احساس کرتے ہوئے اس رسالہ کو اپنے تعلیمی و

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

دعوتی ادارہ "مرکز السلام التعلیمی الخیری" جرواروڈ، تلسی پور، ضلع بلرام پور، یوپی کے زیر اہتمام دوبارہ شائع کرنے کا فیصلہ کیا، اللہ تعالی سے دعا ہے وہ اس ادارہ کو دوام واستحکام عطا فرمائے، اس کا فیض زیادہ سے زیادہ عام کرے، اس خطہ میں اس کو رشد وہدایت کا مینار بنائے، اسے روز افزوں ترقی نصیب کرے، حاسدوں وبدخواہوں کے شر سے محفوظ رکھے نیز اس کے مخلص بانیوں اور کارکنان بالخصوص عزیز مکرم شیخ منصور احمد مدنی حفظہ اللہ کو جزائے خیر دے، انھیں مزید عزم وحوصلہ عطا فرمائے اور اخلاص کے ساتھ زیادہ سے زیادہ دعوتی، تعلیمی اور رفاہی خدمات کی توفیق ارزانی کرے۔ آمین۔

جن بزرگوں، دوستوں اور عزیزوں نے اس کتابچہ کی اشاعت کے سلسلہ میں کسی بھی قسم کا علمی واخلاقی تعاون فرمایا ہے ان کا شکرگذار اور ان کی دنیوی واخروی کامیابیوں کے لئے دعا گو ہوں، اللہ ان سب کو اچھا صلہ اور بدلہ عطا فرمائے۔ آمین۔

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالی اس حقیر دعوتی وعلمی کاوش کو شرف قبول عطا فرمائے، اس سے مسلمانوں کو فائدہ پہونچائے اور اس کو میرے لئے، میرے والدین، اساتذۂ کرام اور اہل خانہ کے لئے نجات کا ذریعہ بنائے، آمین۔

و صلى الله على نبينا محمد و آله و صحبه و بارك و سلّم۔

عبدالمنان عبدالحنان السّلفی

ریکٹر جامعہ سراج العلوم السّلفیہ

وایڈیٹر ماہنامہ "السراج" جھنڈانگر، کپل وستو، نیپال

abmannan123@gmail.com

۹/ اگست ۲۰۱۶ء

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

عشرۂ ذی الحجہ کے فضائل واحکام

عشرۂ ذی الحجہ کے فضائل:

سال کے بارہ مہینوں میں جن ایام کو فضیلت و برتری حاصل ہے ان میں ذی الحجہ کے ابتدائی دس ایام بھی ہیں، جوامہات العبادات کے اجتماع کی وجہ سے خصوصی اہمیت کے حامل ہیں، چنانچہ کتاب وسنت دونوں میں ان کے فضائل سے متعلق متعدد نصوص وارد ہیں۔

جمہور مفسرین نے ارشاد ربانی ﴿وَالْفَجْرِ، وَلَيَالٍ عَشْرٍ ،وَالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ﴾ (الفجر: ۱ تا ۳) میں لیالی عشر (دس راتوں) سے ذی الحجہ کا عشرۂ اول مراد لیا ہے، اس قول کی بنیاد پر اللہ رب العالمین کا شبہائے ذی الحجہ کی قسم کھانا ہی ان کی اہمیت کے لئے کافی ہے۔

احادیث پاک میں بالصراحت نبی کریم ﷺ سے عشرۂ ذی الحجہ کی فضیلت صحیح سندوں سے ثابت ہے، چنانچہ صحیح بخاری میں مندرجہ ذیل حدیث مذکور ہے "عَنِ ابْنِ عباسٍ قَالَ، قَالَ: رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَامِنْ اَيَّامٍ اَلْعَمَلُ الصَّالِحُ فِيْهَا احَبُّ اِلَى اللّٰهِ مِنْ هٰذِهِ الْاَيَّامِ يَعْنِى اَيَّامَ الْعَشْرِ، قَالُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَلاَ الْجِهَادُ فِى سَبِيْلِ اللّٰهِ؟ قَالَ وَلاَ الْجِهَادُ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اِلَّا رَجُلٌ خَرَجَ بِنَفْسِهٖ وَمَالِهٖ فَلَمْ يَرْجِعْ مِنْ ذٰلِكَ بِشَيْءٍ" (بخاری)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ کو (ذی الحجہ کے) ان دس دنوں میں نیک اعمال جتنے پسندیدہ اور محبوب ہیں اتنے کسی اور دن میں محبوب نہیں، لوگوں نے کہا یارسول اللہ ﷺ کیا جہاد فی سبیل اللہ بھی نہیں؟ آپ نے فرمایا "جہاد فی سبیل اللہ بھی نہیں، الا یہ کہ کوئی شخص اپنی جان و مال کے ساتھ (جہاد میں) نکلا اور ان میں سے کوئی بھی چیز واپس نہ لا سکا۔

اس حدیث سے ذی الحجہ کے ابتدائی دس ایام کی فضیلت اچھی طرح واضح ہوجاتی ہے ساتھ ہی یہ بھی ظاہر ہوجاتا ہے کہ اللہ کے نزدیک ان ایام کی چھوٹی بڑی نیکیاں اور دنوں کے بڑے بڑے اعمال صالحہ سے زیادہ محبوب ہیں۔

اس حدیث کی بنیاد پر بعض علماء نے عشرۂ ذی الحجہ کو رمضان کے عشرۂ اخیر سے بھی افضل قرار دیا ہے، جب کہ عشرۂ رمضان کی فضیلت والی حدیثوں کی روشنی میں علماء کے ایک گروہ نے رمضان کے عشرۂ اخیر کو ذی الحجہ کے ان ابتدائی دس دنوں سے افضل بتایا ہے، افضلیت سے متعلق ایک قول یہ بھی ہے کہ عشرۂ ذی الحجہ کے ایام عشرۂ رمضان کے ایام سے افضل ہیں، اس لئے کہ ان میں یوم عرفہ پایا جاتا ہے جو کہ سال کے تمام ایام سے افضل ہے اور رمضان کے عشرۂ اخیر کی راتیں عشرۂ ذی الحجہ کی راتوں سے افضل ہیں اس لئے کہ ان میں شب قدر پائی جاتی ہے جو سال کی تمام راتوں میں افضل ہے۔

(مرعاۃ المفاتیح: ٣٥٧/٢)

عشرۂ ذی الحجہ کی اس امتیازی خصوصیت کی وجہ یہ ہے کہ اس میں کئی اہم عبادات اکٹھی ہوجاتی ہیں، چنانچہ حج، عمرہ، روزہ، نماز اور قربانی جیسی اہم عبادات اور دنوں میں ایک ساتھ جمع نہیں ہو پاتی ہیں جب کہ اس عشرہ میں یہ تمام عبادتیں ایک ساتھ اکٹھی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہو جاتی ہیں۔(مرعاة المفاتيح: ٣٥٧/٢)

لہذا عشرۂ ذی الحجہ میں معروف طاعات وعبادات مثلاً نماز، روزہ، تلاوت قرآن، ذکر واذکار، تسبیح وتہلیل، تکبیر وتحمید اور صدقہ وخیرات کا زیادہ سے زیادہ اہتمام کرنا چاہیے، اس لئے کہ اور دنوں کے مقابلہ اس عشرہ کے اندر ان اعمال کی محبوبیت اللہ تعالیٰ کے نزدیک بڑھ جاتی ہے، جیسا کہ ذکر کردہ حدیثوں سے معلوم ہوا، بالخصوص مندرجہ ذیل منصوص عبادات کا التزام ضرور کرنا چاہیے۔

(الف) عشرۂ ذی الحجہ اور تکبیرات:

تہلیل (لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کہنا)، تکبیر (اَللّٰهُ اَكْبَر کہنا) اور تحمید (اَلْحَمْدُ لِلّٰه کہنا) عشرۂ ذی الحجہ کے خصوصی اعمال میں سے ہیں، جن کا ذکر احادیث میں ملتا ہے:۔

”عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ، قَالَ: رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:”مَامِنْ اَيَّامٍ اَعْظَمُ عِنْدَ اللّٰهِ وَلَا اَحَبُّ اِلَيْهِ الْعَمَلُ فِيْهِنَّ مِنْ هٰذِهِ الاَيَّامِ الْعَشْرِ، فَاَكْثِرُوا فِيْهِنَّ مِنَ التَّهْلِيْلِ وَ التَّكْبِيْرِ وَالتَّحْمِيْدِ“(صحيح/مسند أحمد)

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک (ذی الحجہ کے) دس دنوں سے زیادہ عظیم کوئی دن نہیں ہے اور نہ ان دنوں کے عمل سے زیادہ محبوب کسی دن کا عمل ہے، اس لئے ان ایام میں بکثرت ”لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اور اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ“ کہا کرو۔

اس حدیث کی بنیاد پر علماء نے زمان ومکان کی تفریق کے بغیر ہر وقت اور ہر جگہ پورے عشرہ میں تکبیرات کو مشروع قرار دیا ہے، امام بخاری رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کے متعلق یہ نقل کیا ہے کہ یہ دونوں حضرات ان دس دنوں میں بآواز بلند تکبیرات پکارتے ہوئے بازار جاتے تھے اور لوگ ان کی آواز سن کر تکبیر

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

کہتے تھے، امام بغوی اور بیہقی نے بھی یہ روایت نقل کی ہے، امام طحاوی حنفی نے فرمایا کہ ہمارے مشائخ پورے عشرۂ ذی الحجہ میں تکبیر کہتے تھے، یہ روایت علامہ امیر یمانی صنعانی نے سبل السلام میں ذکر کی ہے۔(مرعاة المفاتیح: ۳۵۷/۲)

مشہور شارح حدیث شیخ الحدیث علامہ عبیداللہ رحمانی مبارکپوری رحمہ اللہ نے اس بارے میں مفصل بحث کرتے ہوئے اپنی تحقیق پیش کی ہے کہ ''میرے خیال میں ظاہر یہی ہے کہ تکبیرات ابتداء ذی الحجہ سے ایام تشریق کے آخر (۱۳/ذی الحجہ) تک مشروع ومستحب ہیں، اور تکبیروں کا استحباب نمازوں کے بعد، مردوں کے لئے، با جماعت، مقیم اور باشندگان شہر کے لئے مخصوص کرنا صحیح نہیں، بلکہ ان ایام میں ہر وقت اور ہر مسلمان کے لئے یہ تکبیرات مشروع ہیں جیسا کہ ابن عمر اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کے آثار سے پتہ چلتا ہے''۔(مرعاة المفاتیح: ۳۵۷/۲)

کلمات تکبیر:

تکبیر کے کلمات جو احادیث وآثار سے ثابت ہیں وہ یہ ہیں:

(۱) ''اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ، لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ، وَاللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ، وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ''۔(اس کی سند صحیح ہے/مصنف ابن ابی شیبہ رقم: ۵۶۴۶)

(۲) ''اَللّٰہُ اَکْبَرُ کَبِیْرًا، اَللّٰہُ اَکْبَرُ کَبِیْرًا، اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَاَجَلُّ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ'' (اس کی سند صحیح ہے/مصنف ابن ابی شیبہ: ۵۶۴۵، الأوسط: ۳۰۱/۴، السنن الکبریٰ: ۳۱۴/۳-۳۱۵)

(۳) ''اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ کَبِیْرًا'' (اس کی سند صحیح ہے/ السنن الکبریٰ: ۳۱۶/۳، فضائل الأوقات ص: ۴۲۴ برقم: ۲۲۷) اور حافظ ابن حجر عسقلانی کے بقول الفاظ تکبیر میں یہ سب سے اصح لفظ ہے۔(فتح الباری: ۴۶۲/۲)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

ویسے کسی صحیح مرفوع حدیث سے تکبیر کے کلمات ثابت نہیں ہیں، مذکورہ کلمات اور ان کے علاوہ بعض دوسری تکبیرات یہ سب صحابہ اور تابعین کے آثار سے منقول ہیں جن میں بعض صحیح اور بعض ضعیف ہیں۔(تفصیلی معلومات کے لئے ''إرواء الغليل: ۱۲۵/۳'' اور'' تنوير العينين بأحكام الأضاحي و العيدين'' کا مطالعہ مفید ہوگا)

(ب) بال اور ناخن نہ تراشنا:

قربانی کا ارادہ کرنے والوں کے لئے عشرۂ ذی الحجہ میں جسم کے کسی بھی حصہ کا بال اکھاڑنے، کاٹنے، مونڈنے اور ناخن تراشنے کی ممانعت صحیح احادیث کے اندر آئی ہے، صحیح مسلم کی روایت اس باب میں کافی واضح ہے۔

عَنْ اُم سلمة قالت: قال رسول الله ﷺ'' إذا دخل العشر وأراد بعضكم أن يضحى فلا يَمَسَّ من شعره وبشره شيئاً ''وفي رواية: ''فلايأخذنّ شعرا ولا يقلمنّ ظفراً''، وفي رواية: ''من رأى هلال ذى الحجة وأراد أن يضحى فلا يأخذ من شعره وأظفاره''(مسلم)

ترجمہ:''ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب عشرۂ ذی الحجہ آجائے اور تم میں سے کوئی قربانی کا ارادہ رکھتا ہو تو وہ اپنے بال اور چمڑے کو ہاتھ نہ لگائے (یعنی نہ کاٹے) اور ایک روایت میں ہے کہ نہ تو بال کاٹے اور نہ ہی ناخن تراشے، ایک روایت میں مزید ہے کہ جو شخص ذی الحجہ کا چاند دیکھ لے اور وہ قربانی کا ارادہ رکھتا ہو تو وہ اپنے بال اور ناخن نہ زائل کرے''۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جسم کے کسی بھی حصہ کا بال کسی بھی طریقہ سے زائل کرنا اور ناخن تراشنا ان ایام میں درست نہیں، بلکہ حرام ہے، امام احمد، امام اسحاق، امام داؤد ظاہری اور بعض شوافع اسی کے قائل ہیں، اس لئے کہ حدیث میں نہی کا صیغہ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

مطلق ہے اور مطلق نہی تحریم کے لئے آتی ہے۔

امام شافعی رحمہ اللہ نے اپنے ایک قول میں انھیں حرام قرار نہ دے کر مکروہ اور دوسرے قول میں قربانی کرنے والے کے لئے حلق و تقصیر سے اجتناب کو مستحب بتایا ہے، جب کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے عشرۂ ذی الحجہ میں حلق و تقصیر کو بلا کراہت مباح قرار دیا ہے، دلائل کی روشنی میں امام احمد بن حنبل اور ان کے موافقین کا مسلک زیادہ راجح ہے۔(مرعاۃ المفاتیح: ۳۵۷/۲)

جو قربانی نہ کر سکے اس کے لئے ان ایام میں بال وغیرہ کاٹنا؟

مذکورہ حدیث میں عشرۂ ذی الحجہ کے اندر بال اور ناخن وغیرہ کاٹنے اور تراشنے کی ممانعت ان لوگوں کے لئے وارد ہے جو قربانی کا ارادہ رکھتے ہوں، البتہ جن کو قربانی کی استطاعت نہیں یا جو قربانی کا ارادہ نہیں رکھتے تو ان کے لئے بال وغیرہ کاٹنے کی ممانعت کسی حدیث میں نہیں آئی ہے، تاہم سنن أبی داؤد وغیرہ کی ایک روایت میں اس بات کا اشارہ ملتا ہے کہ اگر کوئی ایسا شخص جو استطاعت نہ ہونے کے سبب قربانی نہ کر پا رہا ہو وہ اگر عید الأضحیٰ کے دن اپنا بال اور ناخن کاٹ لے تو اسے قربانی کا ثواب ملے گا، جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ”مجھے قربانی کے دن کو عید منانے کا حکم دیا گیا ہے اور اسے اللہ نے اِس امت کے لئے مقرر فرمایا ہے، ایک شخص نے آپ سے سوال کیا کہ اگر میرے پاس قربانی کیلئے دودھ دینے والی مادہ بکری کے علاوہ کوئی دوسرا جانور نہ ہو تو کیا میں اسی کو ذبح کر دوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں، ’و لکن تأخذ من شعرک و أظفارک و تقص شاربک و تحلق عانتک، فتلک تمام أضحیتک عند اللہ‘ یعنی تم اپنے بال اور ناخن تراش لو، اپنی مونچھیں کاٹ لو، اور زیر ناف کے بال مونڈ لو، اللہ تعالیٰ کے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

یہاں یہ تمھاری مکمل قربانی ہوجائے گی''۔(سنن أبی داؤد/ ۲۷۸۹، نسائی،ابن حبان)علامہ البانی نے اس حدیث کوضعیف قرار دیا ہے تاہم بعض محققین کے یہاں اس حدیث کی سند حسن درجہ تک پہونچ جاتی ہے۔

(ج)عشرۂ ذی الحجہ میں روزہ:

عشرۂ ذی الحجہ کے روزہ کے تعلق سے ایک حدیث ازواج مطہرات میں سے کسی سے مروی ہے کہ:''**کان رسول الله ﷺ یصوم تسع ذی الحجة، و یوم عاشوراء، و ثلاثة أیام من کل شهر....** (صحیح/سنن أبی داؤد:۲٤۳۷) یعنی رسول اللہ ﷺ ذی الحجہ کے نو دنوں کا روزہ رکھتے تھے، نیز یوم عاشوراء اور ہر مہینہ میں تین دن روزوں کا اہتمام فرماتے تھے۔

اس حدیث سے ذی الحجہ کے ابتدائی ۹/دنوں میں نفلی روزے کا استحباب ظاہر ہورہا ہے، رہی بات حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی اس حدیث کی کہ''**ما رأیت رسول الله ﷺ صائما فی العشر قط**''(صحیح مسلم) (میں نے رسول اللہ ﷺ کو عشرۂ ذی الحجہ میں کبھی روزہ کی حالت میں نہ دیکھا) تو علماء اس کے متعدد جواب دیتے ہیں: مثلاً حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ بات اپنے علم کے مطابق فرمائی، دوسری بات یہ کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ قول بیماری، سفر یا کسی عذر پر محمول کیا جائے گا، تیسری بات جسے حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے لکھی ہے کہ''غالباً یہ اس لئے کہ نبی کریم ﷺ بعض اعمال پسند تو فرماتے تھے لیکن بسا اوقات انھیں چھوڑ دیتے تھے کہ مبادا وہ امت پر فرض نہ ہوجائیں، یہاں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا قول بھی اسی پر محمول کیا جائے گا''۔(تفصیل کے لئے فتح الباری:۲/۵۵۹، ح:۹٦۹، شرح نووی لصحیح مسلم: ۸/۳۱۲،ح:۲۷۸۱ کی جانب رجوع کیا جائے)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(د) یومِ عرفہ کا روزہ اور اس کی فضیلت:

عشرۂ ذی الحجہ میں یوم عرفہ کے روزہ کی بڑی فضیلت ہے، چنانچہ حضرت ابوقتادۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ" **سئل رسول الله ﷺ عن صوم يوم عرفة، فقال يكفر السنة الماضية و الباقية**" (مسلم) یعنی اللہ کے رسول ﷺ سے یوم عرفہ کے روزہ کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ" وہ سال گذشتہ اور آئندہ کے گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے۔

یوم عرفہ کا روزہ غیر حاجیوں کے لئے تو مستحب ہے لیکن حجاج کرام کے لئے افضل یہی ہے کہ وہ یومِ عرفہ کو روزہ نہ رکھیں تا کہ پوری قوت اور بھرپور نشاط کے ساتھ وہ عرفہ کے دن ذکر و دعا میں مشغول رہ سکیں کہ یوم عرفہ اور اس کا وقوف ہی حج کی روح ہے۔

یوم عرفہ کا روزہ کس تاریخ کو رکھا جائے؟

دراصل یوم عرفہ ۹/ ذی الحجہ کو کہا جاتا ہے جس دن حجاج کرام میدان عرفہ میں وقوف کرتے ہیں، اس بنیاد پر عالم اسلام کے مسلمان اپنے یہاں چاند کی رؤیت کے مطابق ۹/ ذی الحجہ کو روزہ کا اہتمام کریں، اس لئے کہ علماء کے صحیح ترین موقف کے مطابق آغاز رمضان، عیدین اور ایام تشریق و عاشورۂ محرم کی تعیین کے سلسلہ میں ہر مقام کی اپنی رؤیت ہی کا اعتبار کیا جاتا ہے، نیز عشرۂ ذی الحجہ کے روزہ سے متعلق سنن أبی داؤد کی جو حدیث اوپر ذکر کی گئی ہے اس میں" **تسع ذی الحجة**" کے الفاظ وارد ہوئے ہیں جس کا ایک واضح مفہوم ۹/ ذی الحجہ ہی کا ظاہر ہو رہا ہے، اس لئے میرے خیال میں یہ موقف زیادہ صحیح ہے۔ واللہ أعلم۔

البتہ بعض علماء حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں ذکر لفظ" **صوم يوم عرفة**" کی بنیاد پر اس بات کے قائل ہیں کہ اصلاً اس روزہ کی مشروعیت عرفہ ہی کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

دن ہے جب حجاج میدان عرفہ میں جمع ہوتے ہیں، اور سعودی عرب کی رؤیت کے مطابق وہ دن ہمارے یہاں کی رؤیت کے حساب سے کم از کم ایک دن پہلے ہوتا ہے، یعنی جب سعودی عرب میں ۹/ ذی الحجہ کو یوم عرفہ ہوتا ہے تو برصغیر کے ممالک میں اس دن ذی الحجہ کی ۸/ یا ۷ تاریخ ہوتی ہے، اور جب ہم اپنے حساب سے ۹/ ذی الحجہ کو روزہ رکھیں گے تو سعودی عرب کے حساب سے اس دن ذی الحجہ کی ۱۰/ یا ۱۱/ تاریخ ہوگی، جو بہر حال یوم عرفہ نہ ہوگا، اس لئے ہر جگہ کے مسلمانوں کو اسی دن روزہ کا اہتمام کرنا چاہئے جس دن حجاج عرفہ میں وقوف کررہے ہوتے ہیں، اور آج اس بات کا پتہ لگانا قطعاً مشکل نہیں کہ وقوف عرفہ کس دن ہے۔

دونوں موقف کے سلسلہ میں دلیلیں اختصار کے ساتھ ذکر کی گئی ہیں، ان میں جس پر جس کو اطمینان ہو عمل کرسکتا ہے، البتہ میرا ذاتی رجحان پہلے قول کی جانب ہے اس لئے کہ دین میں سادگی، آسانی اور سہولت ہے، آج سے زیادہ نہیں تیس چالیس سال قبل تک بھی یہ سہولت حاصل نہ تھی کہ مکہ سے باہر کے لوگ پہلے سے وقوف عرفہ کا دن قطعی طور سے معلوم کرسکیں اور اسی دن روزہ کا اہتمام کریں، اس وقت ظاہر ہے لوگ ۹/ ذی الحجہ کو روزہ رکھنے کا اہتمام کرتے رہے، اور ان کا روزہ درست مانا جاتا رہا، اور مکہ سے باہر کے لوگوں کے لئے عرفہ کے دن کی تحقیق اس دن کا روزہ رکھنے کے مقصد سے بہر حال تکلیف مالا یطاق کے قبیل سے ہے جو درست نہیں۔ و اللہ أعلم۔

☆☆☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

قربانی!

فضیلت اور احکام ومسائل

قربانی کا مفہوم:

اردو زبان میں 'قربانی' کا لفظ خاص ذبیحہ کے لئے استعمال ہوتا ہے، جسے اللہ کے تقرب کے لئے مسلمان عید الأضحیٰ اور ایام تشریق میں ذبح کرتے ہیں، لیکن لفظ ''قربان'' عربی زبان میں اپنے لغوی معنی کے لحاظ سے عام ہے اور اس کا اطلاق ہر اس نیک عمل پر ہوتا ہے جس سے اللہ تعالی کا تقرب حاصل کیا جائے، چنانچہ صاحب ''القاموس المحیط'' نے لکھا ہے کہ ''**القُربان ـ بالضم ـ ما يتقرب به إلى الله تعالى**'' قربان ـ ق کے ضمہ کے ساتھ ـ ہر اس عمل کو کہا جاتا ہے جس سے اللہ کا قرب حاصل کیا جائے ـ اور تفسیر جامع البیان میں ہے کہ ''**القُربان اسم لكل ما يتقرب به إلى الله من ذبيحة و غيرها**'' یعنی قربان ہر اس عمل کو کہا جاتا ہے جس سے اللہ کی قربت حاصل کی جائے خواہ یہ عمل جانور ذبح کرنے کی شکل میں ہو یا اس کے علاوہ۔

قرآن کریم میں بھی لفظ ''قربان'' اسی لغوی معنی میں استعمال ہوا ہے، چنانچہ سورۃ المائدہ میں اللہ تعالی نے آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں کی قربانی کا واقعہ ذکر کرتے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہوئے اسی لفظ کا استعمال کیا ہے، ارشاد ہوا ﴿وَ اتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ ابْنَيْ آدَمَ بِالْحَقِّ اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا... ﴾ (المائدۃ: ۲۷) ترجمہ: اور آدم (علیہ السلام) کے دونوں بیٹوں کا کھرا کھرا حال بھی انھیں سناؤ جب ان دونوں نے ایک قربانی پیش کی۔

اور تفسیروں میں ذکر ہے کہ ایک بیٹے (ہابیل) نے دُنبہ کی اور دوسرے بیٹے (قابیل) نے اناج کی بالیوں کی قربانی اللہ کے حضور پیش کی تھی۔ (فتح القدير و جامع البيان)

ہم مسلمان اردو زبان میں جس لفظ قربانی کو ذبیحہ کے مخصوص معنی میں استعمال کرتے ہیں قرآن وسنت میں اس کے لئے کئی الفاظ مستعمل ہوئے ہیں:

☆**أضحية**: احادیث مبارکہ میں قربانی کے تعلق سے بالعموم اسی لفظ کا استعمال ہوا ہے۔

☆**نُسُک یا مَنسَک**: قرآن کریم میں ان الفاظ کا استعمال قربانی کے لئے مندرجہ ذیل آیات میں ہوا ہے:

(۱) ﴿قُلْ اِنَّ صَلَاتِيْ وَ نُسُكِيْ وَ مَحْيَايَ وَ مَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ.... ﴾ (الأنعام: ١٦٢) ترجمہ: ’’آپ فرمادیجئے کہ بیشک میری نماز اور میری قربانی اور میرا جینا اور میرا مرنا سب خالص اللہ ہی کے لئے ہے جو سارے جہان کا رب ہے‘‘۔

(۲) ﴿وَ لِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ... ﴾ (الحج: ٣٤) ترجمہ: ’’اور ہم نے ہر امت کے لئے قربانی کے طریقے مقرر فرمائے ہیں تا کہ وہ ان چوپائے جانوروں پر اللہ کا نام لیں جو اللہ نے انھیں دئے ہیں‘‘۔

حدیث میں بھی لفظ ’’نسک‘‘ استعمال ہوا ہے، چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعا روایت ہے کہ ’’.... و من ذبح بعد الصلاة فقد تم نُسُكه و أصاب

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

سنة المسلمين"، یعنی جس نے (قربانی کا جانور) نماز (عید) کے بعد ذبح کیا تو اس کی قربانی پوری ہوگئی اور اس نے مسلمانوں کی سنت کو پالیا۔ (بخاری و مسلم)

☆ **ذِبــــح:** یہ لفظ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قربانی کے واقعہ کے ضمن میں استعمال ہوا ہے ﴿ وَ فَدَيْنَاهُ بِذِبْحٍ عَظِيمٍ ﴾ (الصافات: ۱۰۷) ترجمہ: "اور ہم نے اسے ایک بڑا ذبیحہ (قربانی کے لئے) اس کے فدیہ میں دے دیا"۔

متعدد احادیث میں اس لفظ کے مشتقات کا بھی ذکر ہوا ہے، چنانچہ اوپر گذری ہوئی حدیث میں "و من ذبح" کا لفظ وارد ہوا ہے، اس کے علاوہ ایک دوسری حدیث میں ہے کہ "من كان ذبح قبل أن يصلى فليذبح مكانه أخرىٰ (بخاری و مسلم) یعنی جس نے نماز سے پہلے قربانی کر ڈالی اسے اس کے بدلہ میں دوسری قربانی کرنی ہوگی۔

☆ **نَـحْر:** یہ لفظ بھی قرآن کریم میں وارد ہوا ہے، جیسا کہ ارشاد ہے ﴿ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ﴾ (الکوثر: ۲) ترجمہ: "پس تو اپنے رب کے لئے نماز پڑھ اور قربانی کر"۔

قربانی کی تاریخ:

قرآن کریم کی بعض آیات سے یہ واضح اشارہ ملتا ہے کہ قربانی کی تاریخ بہت پرانی ہے، بلکہ یہ کہنا درست ہے کہ اس عبادت کا آغاز دنیا میں ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام کی آمد کے بعد ہی سے ہے، جیسا کہ سورۃ المائدہ میں ان کے دو بیٹوں کی قربانی کا ذکر ہوا ہے، جس میں اس بات کی صراحت ہے ان میں ایک بیٹے (ہابیل) کی قربانی اس کے اخلاص نیت کے باعث مقبول ہوئی اور دوسرے بیٹے (قابیل) کی قربانی جذبۂ اخلاص کے فقدان اور عدم تقویٰ کے سبب مقبول نہ ہوئی۔

(تفصیل کے لئے سورۃ المائدہ آیت نمبر ۲۷ تا آیت نمبر ۳۱ دیکھا جائے)

حضرت آدم علیہ السلام کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سیرت طیبہ میں بھی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

قربانی کا ذکر بہت نمایاں ہے، یہ قربانی اللہ کو اس قدر پسند آئی کہ بعد کی تمام قوموں میں بھی اسے باقی رکھا، جیسا کہ آیت کریمہ: ﴿وَ تَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْآخِرِينَ﴾ (الصافات:۱۰۸) (ترجمہ: اور ہم نے ان کا ذکر پچھلوں میں باقی رکھا۔) سے واضح ہورہا ہے، خود امت محمدیہ میں قربانی کی مشروعیت کا سبب سنت ابراہیمی کی یاد کو باقی رکھنا ہی قرار پایا ہے۔

اسی طرح اوپر ذکر کی گئی قرآن مجید کی آیت کریمہ ﴿وَ لِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنسَكًا لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُم مِّن بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ...﴾ (الحج: ۳۴) (ترجمہ: اور ہم نے ہر امت کے لئے قربانی کے طریقے مقرر فرمائے ہیں تاکہ وہ ان چوپائے جانوروں پر اللہ کا نام لیں جو اللہ نے انھیں دیئے ہیں۔)

سے بھی یہ بخوبی ظاہر ہورہا ہے کہ یہ سنت گذشتہ تمام قوموں میں جاری رہی ہے۔

ایک بے مثال اور یادگار قربانی:

گوکہ گذشتہ اقوام میں قربانی کی روایت عام رہی اور اللہ کے مخلص اور صالح بندے محض رضائے الٰہی کے لئے ہر دور میں مختلف قسم کی قربانیاں اللہ کے حضور پیش کرتے رہے، مگر دنیا کی سب سے سچی کتاب قرآن مجید میں ایک ایسی قربانی کا ذکر ملتا ہے جو پوری انسانی تاریخ میں اخلاص وللّٰہیت، فداکاری، خود سپردگی اور استسلام کے لحاظ سے بے مثال اور قیامت تک کے لئے یادگار قرار دی گئی، یہ وہ قربانی ہے جب اللہ تعالیٰ کے ادنیٰ اشارہ پر اس کے ایک نہایت مخلص بندے اور برگزیدہ نبی حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے اپنے لخت جگر حضرت اسماعیل ذبیح اللہ علیہ السلام کو اللہ کی راہ میں قربان کرنے کا نہ صرف عزم بالجزم کرلیا بلکہ عملی جامہ پہناتے ہوئے قربانی کے لئے انھیں پہلو کے بل زمین پر لٹا بھی دیا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پوری زندگی ابتلاء، آزمائش اور امتحانات سے عبارت ہے، قدم قدم پر اللہ تعالیٰ نے انھیں مختلف طریقوں سے آزمایا اور قسم قسم کے امتحانات کی بھٹیوں میں تپا کر جب انھیں کندن بنا دیا تو ان کے سر پر " إمام الناس " کا تاج رکھ کر انھیں عالم انسانیت کے لئے پیشوا، قائد اور آئیڈیل قرار دیا، ساتھ ہی انھیں اپنی خُلَّت (دوستی) سے سرفراز فرما کر انھیں ایک منفرد اعزاز سے نوازا، ان کی زندگی کا سب سے کٹھن امتحان زندگی کے آخری ایام یعنی عالم پیری میں اس طرح لیا گیا کہ آداب فرزندی سے کما حقہ واقف سعادت مند لخت جگر اسماعیل کی قربانی کا مطالبہ منجانب اللہ کر لیا گیا جو جوانی کی دہلیز پر قدم رکھ چکے تھے اور بھاگ دوڑ کی عمر کو پہونچ کر ان کے بڑھاپے کی لاٹھی اور سہارا بننے کے لائق ہو چکے تھے۔ اس بے مثال واقعہ کو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بڑے اختصار مگر جامعیت کے ساتھ ذکر کر کے اسے قیامت تک کے لئے زندہ و جاوید بنا دیا، آگے قرآن ہی کی روشنی میں اس واقعہ کے چند پہلوؤں کو اجاگر کیا جا رہا ہے۔

باپ سے بیٹے کی قربانی کا مطالبہ: قرآن کریم کے بیان کے مطابق جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لائق ترین اور ہونہار فرزند اسماعیل علیہ السلام بھاگ دوڑ یعنی بلوغت کے قریب عمر کو پہونچ گئے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خواب دیکھا کہ وہ اسماعیل علیہ السلام کو ذبح کر رہے ہیں، پیغمبر کا خواب چونکہ وحی اور حکم الہی ہوتا ہے اس لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو سمجھنے میں دیر نہ لگی کہ اللہ کی جانب سے بیٹے کی قربانی کا مطالبہ کیا جا رہا ہے، اس لئے وہ بلا لیت ولعل اس کے لئے فوراً تیار ہو گئے، البتہ انھوں نے مناسب سمجھا کہ اس خواب کا ذکر بیٹے سے کر کے اس کی رائے بھی لے لی جائے تا کہ میرے امتحان سے پہلے خود اس کا بھی امتحان ہو جائے کہ بیٹا امتثال امر الہی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اور تعمیل فرمان باری کے لئے کس حد تک تیار ہے اور میری تربیت کا فیضان اس کے رگ وریشہ میں کہاں تک سرایت کر چکا ہے؟ ورنہ حکم الٰہی کے سامنے کسی کی رائے اور مشورہ کا کوئی عمل دخل قابل قبول نہیں ہوتا، قرآن کریم میں اس واقعہ کا پس منظر ان الفاظ میں بیان ہوا ہے:﴿فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْىَ قَالَ يٰبُنَىَّ إِنِّىٓ اَرٰى فِى الْمَنَامِ اَنِّىٓ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰى﴾(الصّٰفّٰت: ۱۰۲) ترجمہ: پھر جب وہ (بچہ) اس عمر کو پہونچا کہ ان کے ساتھ چلے پھرے، تو انھوں (ابراہیم علیہ السلام) نے کہا میرے پیارے بیٹے! میں خواب میں اپنے آپ کو تجھے ذبح کرتے ہوئے دیکھ رہا ہوں، اب تو بتا کہ تیری کیا رائے ہے؟

سعادت مند بیٹا قربان ہونے کو تیار: قربان جائیے حلیم و بردبار بیٹے کے جواب پر، باپ نے اس سلسلہ میں بیٹے کی رائے مانگی، بیٹے نے فداکاری اور خود سپردگی کی اعلیٰ مثال قائم کرتے ہوئے برجستہ کہا میرے پیارے ابو! اس میں میری رائے لینے کی کیا ضرورت؟ اللہ کی جانب سے آپ کو جو حکم ہوا ہے اس کو بجا لایئے، میں حکم الٰہی کے سامنے سرنگوں ہوں اور اللہ کی راہ میں قربان ہونے کو بخوشی تیار ہوں، آپ ان شاء اللہ مجھے صبر کرنے والوں میں سے پائیں گے، قرآن کے الفاظ میں بیٹے کا جواب ملاحظہ کریں:

﴿قَالَ يٰٓأَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِىٓ إِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ﴾(الصّٰفّٰت: ۱۰۲) ترجمہ: بیٹے نے جواب دیا کہ ابا! جو حکم ہوا ہے اسے بجالایئے، ان شاء اللہ آپ مجھے صبر کرنے والوں میں سے پائیں گے۔

ذِبح عظیم: گویا مشفق و مہربان باپ اپنے لاڈلے، چہیتے اور اکلوتے بیٹے کو اللہ کی راہ میں قربان کرنے کے لئے کمربستہ اور خود وفا کیش، سعادت مند اور حلیم و بردبار بیٹا باپ کے ہاتھوں قربان ہونے کے لئے تیار ہے، پھر اس خواب کو حقیقت کا روپ دیتے ہوئے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

باپ نے قربانی کے لئے بیٹے کو پہلو یا پیشانی کے بل زمین پر لٹادیا، یہ منظر دیکھ کر یقیناً زمین تھرا اٹھی ہوگی اور آسمان کانپ گیا ہوگا، مگر باپ اور بیٹے کے عزم وارادہ میں معمولی تزلزل بھی نہ آیا، باپ بیٹے کے حلق پر چھری پھیرنا ہی چاہتا تھا کہ آسمان سے آواز آئی، بس ابراہیم بس! تمھارے نورنظر اور لخت جگر کی جان لینی مقصود نہیں، تمھاری دوستی کا یہ انوکھا امتحان تھا جس میں تم سرخرو اور کامیاب نکلے، تم نے خواب کو حقیقت کا روپ دے کر فداکاری اور جاں نثاری کی ایک لازوال مثال قائم کردی، بیٹے کو قربان کرنے کی ضرورت نہیں، اس کے بدلہ اس جنت سے آئے اس مینڈھے کو ذبح کرکے اپنے جذبۂ قربانی کو تسکین دو، تمھاری یہ ادا اور جذبہ ایثار وقربانی مجھے اس قدر پسند آئی کہ میں نے تمھاری اس سنت کو تمھارے بعد آنے والوں میں باقی رکھنے کا فیصلہ کرلیا، قرآن نے اس بے مثال قربانی کی منظرکشی نہایت بلیغ اسلوب میں اس طرح کی ہے:

﴿فَلَمَّآ اَسْلَمَا وَتَلَّهُ لِلْجَبِيْنِ، وَنَادَيْنَاهُ اَنْ يّآاِبْرَاهِيْمُ، قَدْصَدَّقْتَ الرُّؤْيَا إِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِيْ الْمُحْسِنِيْنَ، إِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْبَلَآؤُ الْمُبِيْنُ، وَفَدَيْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ، وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِيْ الْآخِرِيْنَ، سَلٰمٌ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ، كَذٰلِكَ نَجْزِيْ الْمُحْسِنِيْنَ، إِنَّهُ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ (الصٰفٰت: ۱۰۳ تا ۱۱۱)

ترجمہ: غرض جب دونوں مطیع ہوگئے اور انھوں (باپ) نے اس (بیٹے) کو پیشانی (یا پہلو) کے بل گرادیا، تو ہم نے آواز دی کہ اے ابراہیم! (بس کر) یقیناً تونے تو اپنے خواب کو سچا کردکھایا، بیشک ہم نیکی کرنے والوں کو اسی طرح جزاء دیتے ہیں، درحقیقت یہ کھلا امتحان تھا، اور ہم نے ایک بڑا ذبیحہ (جنت سے لایا ہوا مینڈھا) اس کے فدیہ میں دے دیا، اور ہم نے ان کا ذکر خیر پچھلوں میں باقی رکھا، ابراہیم پر سلام ہو، ہم نیکوکاروں کو اسی طرح بدلہ دیتے ہیں، بیشک وہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہمارے ایمان دار بندوں میں سے تھا۔

اس طرح ابراہیم علیہ السلام کی قربانی قیامت تک آنے والے اہل ایمان کے لئے عبرت وموعظت کا سبق بن گئی۔

قربانی کی مشروعیت:

قربانی کا حکم قرآن کریم کی سورۂ کوثر میں صراحت کے ساتھ ہے ﴿**فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ**﴾ ترجمہ: ''پس تو اپنے رب کے لئے نماز پڑھ اور قربانی کر''۔ مولانا حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ نے اس آیت کی تفسیر کے ضمن میں تحریر فرمایا کہ ''..... یہاں نحر سے مراد: مطلق قربانی ہے، علاوہ ازیں اس میں بطور صدقہ وخیرات جانور قربان کرنا، حج کے موقعہ پر منیٰ میں اور عید الأضحیٰ کے موقعہ پر قربانی کرنا سب شامل ہے۔''

علامہ ابن قدامہ نے لکھا ہے کہ مفسرین نے ''نحر'' کا معنی قربانی ذکر کیا ہے، اس کے بعد موصوف نے قربانی کی مشروعیت پر تمام مسلمانوں کا اجماع نقل فرمایا ''**و أجمع المسلمون على مشروعية الأضحية**'' (المغنی: ٦٢٧/٨)

احادیث مبارکہ کے ذخیرہ میں قربانی کی مشروعیت کے تعلق سے کئی حدیثیں ہیں، مثلاً: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ''**كان النبي ﷺ يضحي بكبشين و أنا أضحي بكبشين**'' (بخاری) ترجمہ: نبی کریم ﷺ دو دنبوں کی قربانی کرتے تھے اور میں بھی دو دنبوں کی قربانی کرتا ہوں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعا مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا ''**من وجد سعة فلم يضحّ فلا يقربن مصلانا**'' (صحیح ابن ماجہ: ٢٥٣٢) ترجمہ: جسے (قربانی) کی وسعت ہو اور وہ قربانی نہ کرے وہ ہماری عیدگاہ کے قریب ہرگز نہ آئے۔

قربانی کا حکم:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

قربانی کی مشروعیت پر اتفاق کے باوجود اس کے حکم کے بارے میں علماء کے درمیان اختلاف ہے، احناف نے اسے ہر صاحب استطاعت مسلمان کے لئے واجب قرار دیا ہے، اور سورۃ الکوثر کی آیت سے انھوں نے استدلال کیا ہے، تاہم سنت موکدہ کہنے والوں نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ یہاں حکم قربانی کے وجوب اور فرضیت کے لئے نہیں ہے، بلکہ اس میں غیر اللہ کو چھوڑ کر صرف اللہ کے لئے قربانی کا حکم ہے۔

امام شافعی، امام مالک اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ کے نزدیک قربانی سنت مؤکدہ ہے، اسی طرح جمہور علماء اور علامہ ابن حزم رحمہ اللہ نے صراحت کی ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے وجوب کی کوئی دلیل ثابت نہیں۔ اس بناء پر علماء اہل حدیث بھی وجوب کے بجائے اس کے سنت موکدہ ہونے کے قائل ہیں، شیخ الحدیث علامہ مبارکپوری رحمہ اللہ نے مفصل بحث کے بعد لکھا کہ ''وقد ظهر بما ذكرنا رجحانُ قولِ من ذهب إلى أن الأضحية سنةٌ مؤكدةٌ غير واجبةٍ، يكره تركُها لمن يقدر عليها، و وهن قولُ من ذهب إلى وجوبها''۔(مرعاة المفاتيح: ٢/ ٣٥٠) ۔یعنی ذکر کردہ دلائل کی روشنی میں ان لوگوں کے قول کا راجح ہونا واضح ہوگیا جو قربانی کو واجب نہ قرار دے کر اسے ایسی سنت موکدہ کہتے ہیں جس کا ترک صاحب استطاعت شخص کے لئے مکروہ ہے، اور ان لوگوں کی رائے کا ضعف بھی نمایاں ہوگیا جو قربانی کو واجب قرار دیتے ہیں۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے قربانی کے تعلق سے اپنی صحیح میں باب قائم فرمایا ''باب سنة الأضحية'' اس کے بعد حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا یہ اثر نقل کیا ''هي سنة و معروف'' یعنی قربانی سنت ہے اور یہ بات معروف ہے، پھر یہ حدیث ذکر فرمائی ''من ذبح بعد الصلاة فقد تم نسكه و أصاب سنة المسلمين'' یعنی جس نے نماز کے بعد قربانی کی اس کی قربانی پوری ہوگئی اور اس نے مسلمانوں کا طریقہ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

پالیا۔ (صحیح بخاری)

اسی طرح امام ترمذی رحمہ اللہ نے اس کے سنت موکدہ ہونے کی صراحت کی ہے، اور اپنی ''جامع'' میں باب باندھا'' الدلیل علی أن الأضحیة سنة '' پھر اس روایت کو نقل فرمایا ہے جس میں ذکر ہے کہ ایک شخص نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے دریافت کیا کہ قربانی فرض ہے یا سنت؟ تو انھوں نے صرف اتنا فرمایا کہ ''ضحّی رسول الله ﷺ و المسلمون ''یعنی قربانی اللہ کے رسول ﷺ نے کیا اور تمام مسلمانوں نے کیا۔ اس کے بعد امام ترمذی نے لکھا'' و العمل علی هذا عند أهل العلم أن الأضحية ليست بو اجبة و لكنها سنة من سنن النبی ﷺ يستحب أن يعمل بها، و هو قول سفيان الثوری و ابن المبارک ''یعنی اسی پر اہل علم کا عمل ہے کہ قربانی واجب نہیں بلکہ نبی کریم ﷺ کی سنت ہے جس پر عمل کرنا مستحب ہے، یہی سفیان ثوری اور عبداللہ بن مبارک کا قول بھی ہے۔ (سنن ترمذی)

جن لوگوں نے قربانی کو واجب کے بجائے سنت موکدہ کہا ہے ان کا استدلال صحیح مسلم کی اس روایت سے بھی ہے جس میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص قربانی کا ارادہ رکھے اور (ذی الحجہ کا) عشرہ آجائے تو وہ اپنا بال اور ناخن کچھ بھی نہ کاٹے'' (صحیح مسلم) اس حدیث سے ان حضرات کا استدلال اس طرح ہے کہ یہاں قربانی کو ارادہ کے ساتھ معلَّق کیا گیا ہے، اگر قربانی واجب اور فرض ہوتی تو اسے ارادہ اور خواہش پر موقوف و معلق نہ کیا جاتا، اس لئے کہ کسی واجب کے بارے میں کسی کو کرنے یا نہ کرنے کا اختیار نہیں ہوتا ہے۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

قربانی کی فضیلت کے تعلق سے ضعیف وموضوع روایات:

گو کہ قربانی کی مشروعیت کتاب وسنت اور اجماع سے ثابت ہے اور دور نبوی سے لے کر اب تک یہ سنت پورے تواتر کے ساتھ امت میں جاری اور ساری ہے، تاہم کسی صحیح حدیث میں اس کی فضیلت یا ثواب کے تعلق سے کوئی ذکر نہیں ہے، جیسا کہ ابن العربی نے ترمذی کی شرح میں لکھا ہے کہ "ليس في فضل الأضحية حديث صحيح"، یعنی قربانی کی فضیلت میں کوئی ایک بھی صحیح حدیث وارد نہیں، صاحب مرعاۃ نے ابن العربی کا یہ قول ذکر کرنے کے بعد اس کی توثیق وتائید خود بھی فرمائی اور لکھا" الأمر كما قال ابن العربي، والله أعلم"، یعنی بات ایسی ہی ہے جیسا ابن العربی نے فرمایا، واللہ اعلم۔

اس کے باوجود اس تعلق سے عوام وخواص میں بعض روایتیں بہت شہرت پا چکی ہیں جنھیں بد قسمتی سے حدیث وسنت سے نابلد بعض واعظین اور مقررین بلا جھجھک بیان کرتے ہیں اور کچھ لکھنے والے ان بے اصل روایتوں کو اپنی تحریروں میں ذکر کرنے کی جسارت بھی کر جاتے ہیں، حالانکہ ایسی روایتوں کا نبی کریم ﷺ کی جانب منسوب کر کے بیان کرنا یا لکھنا بہت بڑا جرم ہے اور صحیح حدیثوں میں ایسے لوگوں کے لئے جہنم کی سخت وعید وارد ہوئی ہے، اس لئے یہاں ایسی بعض روایتیں صرف اس مقصد کے لئے ذکر کی جا رہی ہیں کہ علماء اور عوام ان سے واقف رہیں اور ان کے بیان سے اجتناب کریں۔

ان روایتوں پر حکم لگانے کے سلسلہ میں شیخ الحدیث علامہ عبید اللہ رحمانی رحمہ اللہ کی "مرعاة المفاتيح" اور علامہ محمد ناصر الدین البانی رحمہ اللہ کی "سلسلة الأحاديث الضعيفة و الموضوعة" سے استفادہ کیا گیا ہے۔

پہلی روایت: "عن زيد بن أرقم قال قال أصحاب رسول الله ﷺ يا رسول الله ما هذه الأضاحي؟قال سنة أبيكم إبراهيم عليه السلام، قالوا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ما لنا فيها يا رسول الله ؟ قال بكل شعر حسنة، قالوا فالصواف يا رسول الله؟ قال بكل شعرة من الصوف حسنة"

ترجمہ: حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ! یہ قربانیاں کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا تمہارے باپ ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہیں، لوگوں نے کہا یارسول اللہ! ان سے ہم کو کیا ملے گا؟ آپ نے فرمایا ہر بال کے بدلے ایک نیکی، لوگوں نے کہا یارسول اللہ روئیں سے متعلق کیا فرماتے ہیں؟ آپ نے فرمایا روئیں کے ہر بال کے بدلے ایک نیکی ہے۔

یہ روایت موضوع ہے، اس کو امام احمد، بیہقی اور حاکم وغیرہ نے عائذ اللہ عن أبی داؤد عن زید بن أرقم کے طریق سے روایت کیا ہے اور حاکم نے اس کی تصحیح بھی کی، مگر منذری نے اسے ذکر کرنے بعد اس پر تنقید کی اور حاکم کی تردید کرتے ہوئے فرمایا" بل واهية، عائذ الله هو المجاشعي و أبو داؤد هو نفيع بن الحارث الأعمى، وكلاهما ساقط" یعنی اس حدیث کی سند واہی (نہایت کمزور) ہے، عائذ اللہ دراصل المجاشعی ہے، اور أبوداؤد نفیع بن الحارث الأعمی ہے، اور یہ دونوں ساقط ہیں۔ بوصیری نے "مجمع الزوائد" میں لکھا کہ "اس کی سند میں أبوداؤد نفیع بن الحارث ہے اور وہ متروک ہے اور اس پر حدیث گڑھنے کی تہمت لگائی گئی ہے"، بیہقی نے امام بخاری سے نقل کیا ہے کہ انھوں نے فرمایا کہ "عائذ اللہ المجاشعی کی ابوداؤد سے روایت صحیح نہیں ہے"، ابن الترکمانی نے فرمایا کہ "ابوداؤد نفیع متروک ہے، امام ذہبی نے اپنی دو کتابوں "الکاشف" اور "الضعفاء" میں اس کا ذکر کیا ہے"۔ (مرعاة المفاتيح ٣٦٥/٢) امام ذہبی نے ابوداؤد کے بارے میں صراحت سے لکھا کہ "وہ حدیثیں گڑھتا تھا"، ابن حبان نے فرمایا کہ "اس سے حدیثوں کی روایت درست نہیں"، اسی طرح عائذ اللہ کے بارے میں بھی امام ابوحاتم نے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

فرمایا ’’وہ منکر الحدیث ہے‘‘۔(الضعیفة ١٤/٢ حديث نمبر:٥٢٧)

دوسری روایت:’’**عن عائشة قالت قال رسول الله ﷺ ماعمل ابن آدم من عمل يوم النحر أحب إلى الله من إهراق الدم وإنه ليأتي يوم القيامة بقرونها وأشعارها وأظلافها، وإن الدم ليقع من الله بمكان قبل أن يقع بالأرض ،فطيبوا بها نفساً**‘‘

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا قربانی کے دن انسان کا کوئی بھی عمل خون بہانے سے زیادہ اللہ کو محبوب نہیں ہے، قربانی کا جانور قیامت کے دن اپنی سینگ، بال، اور کھروں کے ساتھ حاضر ہوگا، اور خون زمین پر گرنے سے پہلے اللہ کے یہاں اپنا مقام بنالیتا ہے یعنی مقبول ہوجاتا ہے، اس لئے تم خوش دلی سے قربانی کرو۔

اس روایت کو ترمذی، ابن ماجہ، حاکم، اور بیہقی نے ابو المثنى ــ سليمان بن يزيد ـ عن هشام بن عروة عن أبيه عن عائشة کے طریق سے روایت کیا ہے، اس حدیث کی سند میں أبوالمثنی سلیمان بن یزید کے بارے میں امام ذہبی نے فرمایا ’’**سليمان واهٍ وبعضهم تركه**‘‘ یعنی سلیمان حد درجہ کمزور ہے اور بعض محدثین نے اسے متروک قرار دیا ہے، منذری نے لکھا کہ ’’......**سليمان واه وقدوثق**‘‘ یعنی سلیمان نہایت کمزور ہے اور اس کی توثیق بھی کی گئی ہے، امام بغوی نے فرمایا کہ ’’ابوحاتم نے اسے سخت ضعیف قرار دیا ہے‘‘، نیز امام بخاری نے فرمایا کہ ’’یہ حدیث مرسل ہے اور ابوالمثنی کا سماع ہشام بن عروہ سے ثابت نہیں ہے‘‘۔(الضعيفة ١٤/٢ حديث نمبر: ٥٢٦، مرعاة المفاتيح ٣٦٥/٢)

تیسری روایت:’’**ماعمل ابن آدم فى هذا اليوم أفضل من دمٍ يهراق**

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

إلا أن تكون رحماً توصل" ترجمہ: اس (قربانی کے) دن انسان کا کوئی عمل خون بہانے سے زیادہ افضل نہیں ہے، سوائے صلہ رحمی کے۔

یہ حدیث ضعیف ہے، منذری نے لکھا کہ "طبرانی نے المعجم الکبیر میں بطریق ابن عباس روایت کیا ہے، اس کی سند میں یحیٰ بن حسن الخشنی نام کا راوی ہے جس کا حال مجھے معلوم نہیں"، ہیثمی نے لکھا کہ "وہ ضعیف ہے"، علامہ البانی فرماتے ہیں کہ "المعجم الکبیر میں مجھے یہ حدیث یحی بن حسن الخشنی کے بجائے حسن بن یحی الخشنی عن اسماعیل بن عیاش عن لیث عن طاؤس عن ابن عباس کے طریق سے ملی، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حسن بن یحی الخشنی کا نام بعض نساخ نے الٹ دیا ہے، نیز یہ بھی پتہ چلا کہ یہ حدیث ضعیف ہے اس لئے کہ اس میں اسماعیل بن عیاش اور لیث ۔ ابن ابی سلیم ۔ دونوں ہی ضعیف ہیں، گویا یہ إسناد مسلسل بالضعاف ہے۔

(الضعیفۃ ۱۴/۲، حدیث: ۵۲۵)

چوتھی روایت: "عظِّموا ضحایاکم فإنها على الصراط مطایاکم"

ترجمہ: اپنی قربانیوں کو خوب بڑا اور موٹا کرو، اس لئے کہ وہ پُل صراط پر تمہاری سواری ہوں گے۔

علامہ البانی نے فرمایا ان الفاظ کے ساتھ حدیث بے اصل ہے، ابن صلاح نے فرمایا "هذا حديث غير معروف ولاثابت"، یعنی یہ حدیث نہ تو محدثین کے یہاں معروف ہے اور نہ ہی ثابت۔

ایک روایت میں "عظموا" کی جگہ "استفرهوا" ہے، جس کا مفہوم ہے کہ قیمتی تندرست اور موٹے جانور کی قربانی کرو، امام البانی نے فرمایا یہ لفظ جس سند کے ساتھ آیا ہوا ہے وہ بھی بہت ضعیف ہے۔ (الضعیفۃ ۱/۱۷۳، حدیث: ۷٤)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پانچویں روایت: ”أیها الناس ضحوا واحتسبوا بدمائها، فإن الدم وإن وقع في الأرض فإنه يقع في حرز الله“ ترجمہ: اے لوگو! قربانی کرو اور قربانی کے خون پر ثواب کی امید رکھو، اس لئے کہ خون اگر چہ زمین پر گرتا ہے لیکن وہ دراصل اللہ عزوجل کی بارگاہ میں پہونچتا ہے۔

یہ حدیث موضوع ہے، طبرانی نے اسے المعجم الاوسط میں روایت کیا ہے، اس کی سند میں عمرو بن الحصین العقیلی ہے جو متروک الحدیث ہے۔

(الضعيفة ١٦/١، حديث: ٥٣٠)

چھٹویں روایت: ”من ضحى طيبة بها نفسه محتسبا لأضحيته كانت له حجاباً من النار“ ترجمہ: جس شخص نے خوش دلی سے قربانی کیا اور اپنی قربانی پر اجر وثواب کا امیدوار رہا تو یہ قربانی اس کے لئے جہنم سے اوٹ بن جاتی ہے۔

یہ روایت بھی موضوع ہے، ہیثمی نے ”مجمع الزوائد“ میں تحریر فرمایا ہے کہ ”اس کی سند میں سلیمان بن عمرو النخعی نام کا راوی ہے جو کذّاب ہے“، ابن حبان نے فرمایا کہ ”سلیمان بن عمرو النخعی بظاہر اچھا انسان تھا مگر یہ حدیثیں گھڑتا تھا“۔

(الضعيفة ١٥/٢ حديث: ٥٢٩)

ساتویں روایت: ”یافاطمة! قومي إلى اضحيتك فاشهديها فإنه يغفر لك عندأول قطرة من دمها كل ذنب عملتيه، وقولي إن صلاتي ونسكي ومحياي ومماتي لله رب العالمين، لاشريك له، وبذلك أمرت وأنا من المسلمين، قال عمران بن حصين: قلت يارسول الله! هذا لك ولأهل بيتك خاصة وأهل ذلك أنتم أم للمسلمين عامة؟ قال بل للمسلمين عامة“ ترجمہ: اے فاطمہ! اپنی قربانی کے پاس

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

جاؤ اور وہاں موجود رہو، اس لئے کہ اس کے خون کے پہلے قطرے کے ساتھ تمہارے وہ سارے گناہ معاف کر دئے جاتے ہیں جنھیں تم نے کیا ہے، اور کہو کہ بیشک میری نماز، میری عبادت، میری زندگی اور میری موت اللہ رب العالمین کے لئے ہے جس کا کوئی شریک نہیں، اور اسی کا مجھے حکم دیا گیا ہے اور میں مسلمانوں میں سے ہوں، عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے پوچھا کہ یارسول اللہ! کیا یہ آپ کے لئے اور آپ کے اہل بیت کے لئے خاص ہے یا سارے مسلمانوں کے لئے عام ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں بلکہ سارے مسلمانوں کے لئے عام ہے۔

یہ روایت منکر ہے، حاکم نے اسے نضر بن اسماعيل ثنا أبو حمزه عن سعيد بن جبير عن عمران بن حصين کے طریق سے مرفوعاً ذکر کیا ہے اور اسے صحیح بھی کہا ہے مگر امام ذہبی نے حاکم کی تردید کرتے ہوئے فرمایا: **قلت بل أبو حمزه ضعيف جداً وابن اسماعيل ليس بذاک**" یعنی ابوحمزہ بہت ضعیف ہے اور نضر بن اسماعیل کی روایت قوی نہیں، امام حاکم نے عطیۃ عن ابی سعید الخدری کے واسطے سے ایک دوسری روایت مرفوعاً بطور شاہد ذکر کی ہے امام ذہبی نے اس کی بھی تردید فرمائی اور لکھا "**عطية واہٍ**"، ابن ابی حاتم نے العلل (۲/۳۸-۳۹) میں فرمایا کہ "**سمعت أبي يقول وهو حديث منكر**" میں نے اپنے والد امام ابوحاتم کو فرماتے ہوئے سنا کہ یہ حدیث منکر ہے۔ (الضعيفه ۲/ ۱۵، حديث: ۵۲۸)

کیا قربانی ہر گھر پر ہے یا گھر کے ہر فرد پر؟

صحیح حدیثوں کی روشنی میں راجح قول یہی ہے کہ ایک جانور کی قربانی تمام اہل خانہ کے لئے کفایت کر جائے گی، چنانچہ احناف کو چھوڑ کر امام مالک، امام اوزاعی، لیث، ابن قیم، شوکانی رحمہم اللہ وغیرہم کا یہی قول ہے، اور دلیل میں ان حضرات نے یہ حدیث پیش کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ حضرت عطاء بن یسار رحمہ اللہ نے حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں قربانیاں کیسے کی جاتی تھیں؟ تو انھوں نے فرمایا ''**كان الرجل فى عهد النبى ﷺ يضحّى بالشاة عنه و عن أهل بيته**'' یعنی اللہ کے رسول ﷺ کے عہد مبارک میں آدمی بکری کی قربانی اپنی جانب سے اور اپنے تمام اہل خانہ کی جانب سے کرتا تھا۔ (صحيح/ ابن ماجه:٢٥٤٦)

ایک غلط فہمی کا ازالہ:

دراصل ایک ضعیف ترین روایت جو عوام کیا خواص اور پڑھے لکھے لوگوں تک میں بہت مشہور ہے کہ '' **عظِّموا ضحاياكم، فإنها على الصراط مطاياكم**'' یعنی اپنی قربانیوں کو خوب بڑا اور فربہ کرو اس لئے کہ یہ پل صراط پر تمھاری سواریاں ہوں گی۔ یہ حدیث بے حد ضعیف ہے جیسا کہ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اس کی صراحت فرمائی ہے۔(الضعيفة: ٢/١ ،حديث ٧٤) اس روایت سے متعلق تفصیلی گفتگو اگلے صفحات میں ہو چکی ہے اور ضعف کے اسباب کی وضاحت کی جا چکی ہے۔

اس ضعیف روایت سے خواہ مخواہ ذہن میں یہ تصور قائم کر لیا گیا کہ اگر الگ الگ ہر ہر فرد کی جانب سے قربانیاں نہ کی جائیں گی اور صرف گھر کے ذمہ دار ہی کی طرف سے ہر سال قربانی ہوگی تو گھر کے دوسرے افراد پل صراط پر سواری والی سعادت اور سہولت سے محروم رہیں گے اور اس کا فائدہ صرف گھر کے مالک تک سمٹ کر رہ جائے گا۔ اس تصور کی بناء پر بھی لوگ باری باری جملہ اہل خانہ کی طرف سے قربانی کرنا ضروری خیال کرتے ہیں، لیکن جب اس تصور کی بنیاد ہی کمزور ہے تو اس پر اٹھائی گئی دیوار ٹھیک اور پائدار کیوں کر ہوگی؟ اس لئے سنت یہی ہے کہ قربانی گھر کے ہر ہر فرد کی جانب سے کرنے کے بجائے گھر کے ذمہ دار اور جملہ افراد خانہ کی طرف سے ایک ساتھ کی جائے،

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

اجر وثواب میں سبھی برابر کے شریک ہوں گے۔

کن جانوروں کی قربانی مشروع ہے؟

علماء وفقہاء کے صحیح قول کے مطابق قربانی صرف ان جانوروں کی مشروع ہے جن پر ''**بهيمة الأنعام**'' کا اطلاق ہوتا ہے، اور باتفاق علماء، فقہاء اور مفسرین وہ چار قسم کے جانور ہیں، ان کی صراحت قرآن کریم میں بھی آئی ہوئی ہے:۔ (۱) اونٹ (۲) گائے (۳) بکری (۴) بھیڑ۔ اللہ تعالی نے قرآن کریم میں فرمایا ﴿ **وَ لِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنسَكًا لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُم مِّن بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ...** ﴾ (الحج: ٣٤) ترجمہ: ''اور ہر امت کے لئے ہم نے قربانی کے طریقے مقرر فرمائے ہیں تاکہ وہ ان چوپائے جانوروں پر اللہ کا نام لیں جو اللہ نے انھیں دے رکھے ہیں''۔

اور سورۃ **الأنعام** میں اللہ تعالی نے اَنعام کی تفصیلات کے ضمن میں بھی انھیں چاروں چوپایہ جانوروں کا ذکر فرمایا ہے اور ان کے نر مادہ دونوں کو ملا کر آٹھ اصناف بتائے ہیں، گوکہ یہ بیان قربانی کے حوالہ سے نہیں تاہم **الأنعام** کی تفصیلات اس سے بخوبی سامنے آجاتی ہیں۔

اس لئے مسلمانوں کو مذکورہ جانوروں میں سے جس کی قربانی میسر ہو کرنی چاہئے، جن مقامات پر گائے کے ذبیحہ پر پابندی ہے وہاں کے مسلمانوں کو اس کی قربانی سے احتراز کرنا چاہئے، مبادا تقرب الہی کے حصول کا یہ ذریعہ مسلمانوں کے لئے فتنہ نہ بن جائے، اللہ بڑا حکیم ہے، اس کا کوئی بھی حکم حکمت سے خالی نہیں، قربانی کے لئے ایک ہی صنف کے جانور کی تخصیص نہ کر کے چار اصناف کے جانوروں تک جو وسعت دی گئی ہے وہ بھی اسی حکمت الٰہیہ کا حصہ ہے، اگر ایک جانور میں کوئی دقت اور زحمت ہے تو دیگر متبادل موجود ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بھینس کی قربانی؟

بھینس کی قربانی کا مسئلہ مختلف فیہ ہے، تاہم یہ بات قطعی ہے کہ کسی بھی نص میں بھینس کی قربانی کا ذکر وارد نہیں، البتہ جن علماء نے بھینس کی قربانی جائز قرار دی ہے انھوں نے اسے گائے کی ایک قسم قرار دیا ہے، مگر یہ درست نہیں، اس لئے کہ گائے اور بھینس دونوں کے رنگ، روپ، مزاج اور دودھ کی تاثیر اور دوسری چیزوں میں بڑا نمایاں فرق پایا جاتا ہے، جن لوگوں نے بھینس کی قربانی کو درست نہیں مانا ہے ان کی دلیل یہ ہے کہ **بهيمة الأنعام** کا اطلاق بھینس پر نہیں ہوتا، اس لئے اس کا کھانا تو جائز ہے مگر اس کی قربانی مشروع نہیں۔ اس لئے احتیاط اسی میں ہے کہ بھینس کی قربانی سے احتراز کیا جائے اور اگر استطاعت ہو تو بکرا، بکری، بھیڑ، بھیڑی یا اونٹ ہی کی قربانی کی جائے۔

شیخ الحدیث مبارکپوری رحمہ اللہ نے اس مسئلہ پر بحث کرنے کے بعد لکھا ہے کہ ”**و الأحوط عندی أن يقتصر الرجل فی الأضحية علی ما ثبتت بالسنة الصحيحة قولا و فعلاو تقريرا، و لا يلتفت إلی ما لم ينقل عن النبی** ﷺ **و لا الصحابة و التابعين رضی الله عنهم**“ یعنی میرے نزدیک زیادہ احتیاط اسی میں ہے کہ آدمی صرف ان جانوروں کی قربانی پر اکتفا کرے جن کا ثبوت صحیح حدیثوں سے قولاً، فعلاً اور تقریراً ہے، اور ایسے جانورں کی قربانی کا ارادہ نہ کرے جن کی قربانی نبی کریم ﷺ، صحابہ کرام اور تابعین رضی اللہ عنہم سے منقول نہیں ہے۔

(مرعاۃ المفاتیح: ۲/ ۳۵۴)

کس جانور کی قربانی افضل ہے؟

یہ مسئلہ بھی مختلف فیہ ہے، امام احمد بن حنبل، امام ابوحنیفہ اور امام شافعی رحمہم اللہ کا

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

خیال ہے کہ سب سے افضل قربانی اونٹ کی، پھر گائے کی، پھر دنبہ اور بکرا کی ہے، بشرطیکہ اونٹ اور گائے کی قربانی ایک شخص کی جانب سے ہو اور ان میں شرکت نہ ہو۔ان حضرات کا استدلال حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی اس حدیث سے ہے جس میں نبی کریم ﷺ نے جمعہ کے دن پہلے آنے والوں کی فضیلت اور ثواب کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ جس نے جمعہ کے دن غسل جنابت کیا، پھر پہلی گھڑی میں مسجد آیا تو اسے ایک اونٹ کی قربانی کا ثواب ملے گا،اور جو دوسری گھڑی میں آیا اسے گائے کی قربانی کا ثواب دیا جائے گا،اور جو شخص اس کے بعد آیا اسے ایک دنبہ کی قربانی کا ثواب ملے گا، پھر اسی طرح بعد میں آنے والوں کے ثواب کا ذکر ہے یہاں تک کہ خطیب خطبہ کے لئے منبر پر بیٹھ جائے۔(بخاری و مسلم)

افضلیت اور زیادہ ثواب کے لئے مذکورہ حدیث میں جانوروں کی جس ترتیب کا لحاظ رکھا گیا ہے اس پر قیاس کرتے ہوئے مذکورہ علماء کا خیال ہے کہ نُسُک اور قربانی میں بھی افضلیت کی یہی ترتیب ہوگی۔

بعض علماء نے دنبہ اور بعض نے ''جذعۂ ضان'' کی قربانی کو افضل بتایا ہے،اس لئے کہ نبی کریم ﷺ کے بارے میں ثابت ہے کہ'' آپ ﷺ نے دو سینگ والے مینڈھوں (دُنبوں) کی قربانی کی''، نیز ایک روایت میں آپ ﷺ کا یہ ارشاد بھی ذکر ہوا ہے کہ''نعمت الأضحية الجذع من الضأن ''یعنی بھیڑ کا جذعہ قربانی کے لئے بہت اچھا ہے۔یہ جامع ترمذی کی روایت ہے، اور امام ترمذی نے خود اسے ''غریب'' قرار دے کر اس کے ضعف کی جانب اشارہ فرمادیا ہے، نیز محققین علماء کے نزدیک اس روایت کا مرفوع کے مقابلہ موقوف ہونا ہی صحیح ہے، شیخ الحدیث مبارکپوری رحمہ اللہ نے اس حدیث کے مفہوم کے تعلق سے لکھا کہ ''اس سے قربانی کے لئے مطلقاً'' جذعۂ ضان''

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

کی فضیلت ثابت نہیں ہوتی ہے، بلکہ اس سے یہ بتانا مقصود ہے کہ ''جذعۂ ضان'' کی قربانی جائز ہے اور ''جذعۂ معز'' کی قربانی درست نہیں'': ''**مدحه ﷺ ليعلم الناس أنه جائز في الأضحية بخلاف الجذع من المعز فإنها لاتجزئ**''۔ (تفصیل کے لئے مرعاۃ المفاتیح: ۳۶۱/۲ ملاحظہ کریں)

جذعۂ ضأن: بھیڑ کا بچہ جب ایک سال کا مکمل ہوکر دوسرے سال میں قدم رکھ دے۔

جذعۂ معز: بکری کا وہ بچہ جو مکمل ایک سال کا ہو جائے اور دوسرے سال میں قدم رکھ دے۔ (تفصیل کے لئے فتح الباری ،شرح صحیح مسلم للنووی،تحفۃ الأحوذی اور دیگر شروحات حدیث کی جانب رجوع کیا جائے)

قربانی کے جانوروں میں شرکت:

احادیث کے مطابق بکرے اور بھیڑ و دنبہ میں شرکت نہیں، ان جانوروں کی قربانی ایک تصور ہوگی اور صرف ایک گھر کی جانب سے کفایت کرے گی، البتہ اونٹ اور گائے میں ایک سے زائد لوگ شریک ہوسکتے ہیں، اونٹ میں دس اور گائے میں سات لوگ شریک ہوسکتے ہیں، بعض روایات کے اندر اونٹ میں بھی سات حصوں کا ذکر وارد ہوا ہے، کچھ علماء نے اسے توسع پر محمول کیا ہے، یعنی اونٹ میں سات گھرانے بھی شریک ہوسکتے ہیں اور دس گھر والے بھی اور بعض نے سات والی روایت کو ''ھَدْی'' پر محمول کیا ہے اور دس والی روایت کو قربانی پر۔

بڑے جانوروں کی قربانی اگر کوئی تنہا بغیر کسی اور کو شریک کئے کرے تو جائز ہی نہیں افضل ہے، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ: ''**أن رسول الله ﷺ نحر عن آل محمد في حجة الوداع بقرة واحدة**'' یعنی حجۃ الوداع کے موقعہ پر رسول اللہ ﷺ نے آل محمد کی جانب سے ایک گائے کی قربانی فرمائی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(صحیح/ ابن ماجه:٣١٣٥،صحيح سنن أبی داؤد:١٥٣٦)

قربانی کے جانور میں مطلوبہ اوصاف:

احادیث کی روشنی میں بنیادی طور پر قربانی کے جانور میں دو امور کا لحاظ رکھنا ضروری ہے:

(۱) جانور دانتا ہو یعنی اس کے نیچے کے دودھ والے کم از کم دو دانت خود سے گر چکے ہوں۔

(۲) ظاہری عیوب سے پاک، خوبصورت، تندرست اور صحت مند ہو۔

قربانی کے جانور کا دانتا ہونا:

اس سلسلہ میں اللہ کے رسول ﷺ کا یہ فرمان کافی ہے جس میں آپ ﷺ نے قربانی کے جانور کے سلسلہ میں یہ ہدایت فرمائی ہے کہ:" **لا تذبحوا إلا مُسِنَّة إلا أن يعسر عليكم فتذبحوا جذعة من الضأن**" (مسلم) یعنی (قربانی میں) صرف دانتا ہی ذبح کرو، الا یہ کہ دانتا ملنا تمھارے لئے مشکل ہو تو بھیڑ کا "جذعه" (ایک سال کی عمر والا) ذبح کرو۔ (مسلم)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قربانی کے لئے اصلاً ہر جانور کا دانتا ہونا ضروری ہے، اور دانتا جانور نہ ملنے کی صورت میں ایک سال والے بھیڑ کی قربانی درست ہے خواہ وہ دانتا نہ بھی ہو۔

حدیث میں لفظ "مُسِنّه" کا صحیح مفہوم از روئے لغت وشرح حدیث یہی ہے کہ وہ دانت جائے یعنی اس کے دودھ کے نیچے والے دو دانت از خود گر جائیں، اور "جَذُعَه" کا صحیح معنی یہ ہے کہ بھیڑ یا بکری کم از کم ایک سال کی ہو کر دوسرے سال میں قدم رکھ دے۔ (مسنّہ اور جذعہ کی تحقیق کے لئے خطیب الاسلام علامہ عبد الرؤف رحمانی رحمہ اللہ کے مختصر تحقیقی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

رسالہ ''تحقیق مسنہ'' کی جانب رجوع کیا جائے)

بغیر دانتے جانور کی قربانی درست نہ ہونے کی ایک بہت واضح دلیل حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ میرے ماموں ابو بُردہ رضی اللہ عنہ نے نماز عید سے قبل ہی قربانی کر لی، اس پر رسول اللہ ﷺ نے ان سے ارشاد فرمایا ''تمھاری بکری تو محض گوشت کی بکری ہوئی'' (یعنی اس کی قربانی نہیں ہوئی، البتہ وہ تمھارے کھانے ہی کے کام آئے گی) انھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے پاس تقریباً ایک سال عمر کا ایک بکری کا بچہ ہے (کیا میں اس کی قربانی دے دوں؟) آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم اسی کو ذبح کر ڈالو، لیکن تمھارے بعد (اس عمر کے جانور کی قربانی) کسی اور کے لئے درست نہ ہو گی'' حدیث کے الفاظ یہ ہیں: **فقال له رسول الله ﷺ شأتک شاة لحم، فقال يا رسول الله! إن عندی داجنا جذعة من المعز، قال إذبحها و لن تصلح لغيرک**''۔(بخاری ،مسلم)

قربانی کے جانور کا تبادلہ:

اگر کسی نے قربانی کے لئے جانور پالا مگر وہ قربانی کے وقت تک دانت نہ سکے تو جائز ہے کہ وہ اسے فروخت کر کے اس سے بہتر جانور خرید کر قربانی کر لے (بشرطیکہ اس سے بہتر جانور خریدنے کی استطاعت ہو)، جیسا کہ امام مالک رحمہ اللہ نے اس کی اجازت دی ہے۔(المدوّنة: ۳/۲)۔

نیز شیخ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ نے'' الشرح الممتع :۵۰۹/۷ ''میں بھی اس شرط کے ساتھ جانور کے تبادلہ کی اجازت دی ہے کہ اس سے بہتر خریدا جائے، انھوں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی اس صحیح حدیث سے استدلال کیا ہے کہ ایک شخص نے (فتح مکہ کے موقعہ پر) اللہ کے نبی ﷺ سے عرض کیا کہ میں نے نذر مانی ہے کہ اگر اللہ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

آپ کو مکہ کی فتح نصیب فرمائے گا تو میں بیت المقدس میں نماز پڑھوں گا، آپ ﷺ نے فرمایا ''صلّ ھاھنا'' تم یہیں مکہ میں نماز پڑھ لو، اس لئے کہ یہ جگہ بیت المقدس سے افضل ہے، اس شخص نے پھر اپنی بات دہرائی آپ ﷺ نے پھر یہی جواب دیا اور فرمایا ''فشأنک إذن'' تب جیسی تمھاری مرضی!۔(صحیح/ سنن أبی داؤد، الإرواء:۹۷۲)

اور علامہ ابن قدامہ رحمہ اللہ نے لکھا کہ امام احمد، امام عطاء، امام مالک، امام ابوحنیفہ اور امام محمد بن حسن رحمہم اللہ وغیرہم بھی جواز کے قائل ہیں، ابن قدامہ نے مزید لکھا کہ قربانی کے جانور کا تبادلہ وقف کے احکام سے ملتا جلتا ہے، جیسے موقوف شیٔ کا تبادلہ اس کے جنس سے جائز ہے قربانی کا تبادلہ بھی اس جیسے جانور یا اس سے بہتر جانور سے درست ہے۔

(المغنی:۱۳/ ۳۸۳،۳۸٤)

ان علماء کے اقوال کی روشنی میں شیخ مصطفیٰ بن اسماعیل السلیمانی نے صراحت کی ہے کہ میرے نزدیک جمہور کا مسلک زیادہ راجح ہے، یعنی جانور کا تبادلہ اس سے بہتر جانور سے کیا جاسکتا ہے، لیکن کم قیمت والے سے تبادلہ درست نہیں ہے۔

(تنویر العینین بأحکام الأضاحی و العیدین: ۳۸۰)

صحت مند اور اچھا ہونا:

اس سلسلہ میں ایک دلیل تو عام ہے جس میں ہر قسم کی مالی عبادات اور صدقہ و خیرات کے سلسلہ میں یہ واضح کر دیا گیا ہے کہ اللہ تعالی کے یہاں اجر وثواب صرف اس چیز کے خرچ پر ملے گا جو خرچ کرنے والے کی نظر میں سب سے زیادہ محبوب ہو، یہ بات قرآن کریم کی متعدد آیات میں کہی گئی ہے اور بعض احادیث میں بھی غلام وغیرہ آزاد کرنے کے حوالہ سے اسی کی جانب اشارہ ہوا ہے، یہاں قرآن کریم کی صرف ایک آیت کریمہ نقل کرنے پر اکتفا کیا جارہا ہے، اللہ تعالی کا ارشاد ہے: ﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حَتّیٰ تُنفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ، وَ مَا تُنفِقُوا مِن شَیءٍ فَإنَّ اللّٰہَ بِہ عَلِیمٌ﴾ (آل عمران: ۹۲) ترجمہ: ”جب تک تم اپنی پسندیدہ چیز میں سے اللہ کی راہ میں خرچ نہ کرو گے ہرگز بھلائی (ثواب) نہ پاؤ گے، اور تم جو خرچ کرو اللہ تعالیٰ اسے بخوبی جانتا ہے“۔

اس کے علاوہ قربانی کے جانور کے تعلق سے متعدد احادیث میں خصوصی ہدایات بھی وارد ہیں، اس سلسلہ کی بعض روایات آگے ذکر کی جاتی ہیں:

تندرست اور موٹا تگڑا جانور:

☆ حضرت ابوامامہ بن سہل رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ”کنا نسمِّن الأضحیة بالمدینة و کان المسلمون یسمِّنون “یعنی ہم لوگ مدینہ میں قربانی کے جانوروں کو موٹا کرتے تھے اور سارے مسلمان بھی انھیں موٹا کرتے تھے۔ (بخاری)

☆ حضرت عائشہ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ " أن رسول اللہ ﷺ کان إذا أراد أن یضحِّي، اشتری کبشین عظیمین سمینین، أقرنین، أملحین، موجوئین..... ”یعنی اللہ کے رسول ﷺ جب قربانی کا ارادہ فرماتے تو دو تگڑے، موٹے، سینگ والے، چتکبرے اور خصی شدہ دُنبے (مینڈھے) خریدتے۔ (صحیح ابن ماجه: ۳۱۲۲، مسند أحمد: ۲۲۵)

ان احادیث سے بخوبی ظاہر ہوتا ہے کہ قربانی کے جانور کا موٹا تگڑا ہونا افضل ہے، آدمی اپنے گھر پالے تو اسے کھلا پلا کر موٹا کرے اور اگر خریدے تو حسب حیثیت موٹا اور تگڑا خریدے۔ لیکن اگر پال رہا ہے تو دوسروں کا کھلا کر نہیں جیسا کہ دیکھا جاتا ہے کہ گاؤں میں قربانی کے جانور آزاد چھوٹے رہتے ہیں، یہ درست نہیں ہے۔

خوبصورت جانور:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

صحت منداور موٹا تنگڑا ہونے کے ساتھ اگر قربانی کا جانور خوبصورت بھی ہو تو افضل ہے، چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ''أن رسول الله ﷺ أمر بكبش أقرن، يطأ في سوادٍ، و يبرك في سوادٍ، وينظر في سوادٍ.....'' رسول اللہ ﷺ نے (قربانی کے لئے) سینگ والا مینڈھا لانے کو کہا جس کے ہاتھ، پاؤں، پیٹ اور آنکھیں سیاہ ہوں.....۔(مسلم)

ان صفات کا حامل دنبہ یا بکرا ظاہر ہے دیکھنے میں خوبصورت لگتا ہے، اسی طرح اوپر ذکر کی گئی حضرت عائشہ وابوہریرہ رضی اللہ عنہما سے مروی حدیث کے اندر سینگ دار اور چتکبرے مینڈھوں کا ذکر بھی آیا ہے، اس سے بھی پتہ چلتا ہے قربانی کے لئے جہاں تک ممکن ہو خوبصورت جانور ہی کا انتخاب کرنا افضل ہے۔

مندرجہ ذیل عیوب سے پاک ہونا ضروری ہے:

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: '' أربع لا تجوز في الأضاحي، العوراء البيّن عورها، و المريضة بيّن مرضها، و العرجاء بيّن ظلعها، و الكسير التي لا تنقي '' (صحيح أبو داؤد، ترمذی، ابن ماجه) یعنی قربانی میں چار قسم کے عیوب والے جانور درست نہیں (۱) ایسا کانا جس کا کانا پن ظاہر ہو (۲) ایسا بیمار جس کی بیماری واضح ہو (۳) ایسا واضح لنگڑا جس کا لنگڑا پن نمایاں ہو (۴) ایسا کمزور جس میں چربی نہ ہو۔ ایک روایت میں ''الكسير'' کے بجائے '' العجفاء '' کا ذکر ہے جس کے معنی بھی نہایت لاغر اور کمزور ہی کے ہوتے ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم آنکھ اور کان خوب اچھی طرح دیکھ لیں اور کان کٹے، پھٹے یا چیرے اور دُم کٹے جانور کی

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

قربانی نہ کریں'' أمرنا رسول الله ﷺ أن نستشرف العين و الأذن و أن لا نضحى بمقابلة و لا بمدابرة ولا ببتراء'' (صحیح/ أبو داؤد، ترمذی)

دوسری حدیثوں میں ان جانوروں کی قربانی سے بھی ممانعت آئی ہے:

المصفرة: جس جانور کے سرے سے کان ہی نہ ہو یا وہ بہت کمزور ہو۔

المستأصلة: جس جانور کی سینگ جڑ سے ٹوٹی ہوئی ہو۔

أعزب القرن و الآذان: جس جانور کا کان یا سینگ نصف یا ایک چوتھائی سے زائد کٹا ہو۔

المقابلة: ایسا جانور جس کا کان آگے سے کٹا ہو اور آگے سے لٹک رہا ہو۔

المدابرة: ایسا جانور جس کا کان پیچھے سے کٹا ہو اور پیچھے سے لٹک رہا ہو۔

شرقاء: ایسا جانور جس کا کان لمبائی میں کٹا ہو۔

خرقاء: ایسا جانور جس کے کان میں گول سوراخ ہو یا اس کا کان چوڑائی میں کٹا ہو۔

بتراء: دُم کٹا جانور۔

خصی ہونا عیب نہیں:

یہ بات معروف ہے جانور کا خصی کرنا اسے اچھا بنانے کے لئے ہوتا ہے نہ کہ اسے عیب دار کرنے کے لئے، اس لئے کسی جانور کا خصی ہونا عیب نہیں شمار ہوگا، لہذا اس کی قربانی میں کوئی حرج نہیں، دوسری بات یہ کہ خصی مینڈھے کی قربانی خود نبی کریم ﷺ سے ثابت ہے، اس لئے اس کی قربانی نہ صرف جائز بلکہ مسنون اور مستحب ہے۔ چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ''أن النبي ﷺ إذا أراد أن يضحى اشترى كبشين عظيمين سمينين أقرنين أملحين موجوئين'' یعنی رسول اللہ ﷺ جب قربانی کا ارادہ فرماتے تو دو تگڑے، موٹے، سینگ والے، چتکبرے اور خصی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مینڈھے (دُنبے) خریدتے۔ (صحیح /سنن ابن ماجه: ٢٠٣١)

شیخ الحدیث مبارکپوری رحمہ اللہ نے اس حدیث کی شرح فرماتے ہوئے لکھا کہ "**قال الخطابی: فی هذا دلیل علی أن الخصی فی الضحایا غیر مکروه، وقد کرهه بعض أهل العلم لنقص العضو، و هذا نقص و لیس بعیب، لأن الخصاء یزید اللحم طیبا و ینفی فیه الزهومة و سوء الرائحة**" ترجمہ: امام خطابی نے لکھا کہ یہ حدیث دلیل ہے کہ خصی کی قربانی مکروہ نہیں ہے، بعض اہل علم نے اس بناء پر اس کی قربانی کو مکروہ قرار دیا ہے کہ اس کے عضو میں نقص آ گیا، (ایسے لوگوں کو سمجھنا چاہئے) کہ نقص تو آیا مگر اسے عیب نہیں کہا جا سکتا، اس لئے کہ خصی کرنے سے جانور کا گوشت لذیذ اور اچھا ہو جاتا ہے اور اس کی مخصوص بدبو بھی ختم ہو جاتی ہے۔ (مرعاة المفاتیح: ٣٥٨/٢)

خریدنے کے بعد اگر جانور عیب دار ہو جائے؟

اگر جانور خریدنے کے بعد حادثاتی طور پر ایسا عیب دار ہو جائے جس کی قربانی سے احادیث میں ممانعت آئی ہے، مثلاً چوٹ لگنے سے لنگڑا یا کانا ہو جائے یا اس کی سینگ ٹوٹ جائے، یا کان کٹ جائے وغیرہ تو اگر آدمی صاحب حیثیت ہے اور اس کی جگہ کوئی بے عیب جانور خرید سکتا ہے تو اسے عیب دار جانور فروخت کر کے اس کی قیمت سے یا کچھ مزید رقم لگا کر بے عیب جانور خرید لینا چاہئے اور عیب دار جانور کی قربانی سے احتراز کرنا چاہئے، اور اگر آدمی کو دوسرا جانور خریدنے کی استطاعت نہیں تو اس سے یہ سنت موکدہ ساقط ہو جائے گی۔

تاہم بعض علماء نے بصورت مجبوری ایسے جانور کی قربانی کو درست کہا ہے جو قربانی کی نیت کے بعد عیب دار ہو جائے، انھوں نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مروی ایک روایت سے استدلال کیا ہے کہ ''ہم نے قربانی کے لئے ایک دُنبہ خریدا، پھر اس پر بھیڑئے نے حملہ کر کے اس کی سرین یا کان کو زخمی کر دیا، ہم نے اس کی بابت نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا تو آپ ﷺ نے ہمیں اسی کی قربانی کا حکم دیا'' لیکن یہ روایت سخت ضعیف ہے اور اسے علامہ البانی رحمہ اللہ نے '' **ضعیف الإسناد جدا** '' کہا ہے۔ (سنن ابن ماجه:٣١٤٦)

قربانی کا وقت:

قربانی کا وقت یوم النحر (١٠/ذی الحجہ) کو نماز عید کی ادائیگی کے بعد شروع ہوتا ہے جو ایام تشریق کے آخری دن (یعنی ١٣/ذی الحجہ) قبل مغرب تک باقی رہتا ہے۔

جس شخص نے نماز عید سے قبل قربانی کر دی اس کی قربانی درست نہ ہوگی، جیسا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: '' **من ذبح قبل الصلاة فإنما ذبح لنفسه و من ذبح بعد الصلاة فقد تم نسكه و أصاب سنة المسلمين** '' یعنی جس نے نماز عید سے پہلے قربانی کی اس نے اپنے (کھانے کے) لئے ذبح کیا اور جس نے نماز بعد (قربانی کا جانور) ذبح کیا تو اس کی قربانی پوری ہوگئی اور اس نے مسلمانوں کی سنت (طریقہ) کو پالیا۔

(بخاری و مسلم)

اسی طرح حضرت جندب بن سفیان بجلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا '' **من كان ذبح قبل أن يصلى فليذبح مكانه أخرى** '' یعنی جس نے قبل نماز قربانی کی اسے اس کی جگہ دوسرا جانور ذبح کرنا چاہئے۔

(بخاری و مسلم)

صحیح مرفوع احادیث کی روشنی میں عید الأضحیٰ کا دن چھوڑ کر قربانی کے تین ایام

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مزید ہیں، احادیث کی روشنی میں یہی بات راجح اور قوی ہے، چنانچہ اس تعلق سے حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث بہت واضح ہے جس میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا ''كل أيام التشريق ذبح ''یعنی ایام تشریق کے تمام دن قربانی کے ہیں۔ (صحيح/ مسند أحمد:٤/٨٢،صحيح ابن حبان:٣٨٥٤، السنن الكبرى:٥/٢٣٩، صحيح الجامع الصغير :٤٥٣٧)

اور ایام تشریق بالاتفاق ۱۱،۱۲/اور۱۳/ذی الحجہ کو کہا جاتا ہے۔

نیز سورۃ الحج میں اللہ تعالیٰ نے حج اور اس کے فوائد ذکر کرنے کے بعد ''ایام معلومات'' میں چوپایہ پالتو جانوروں پر اللہ کا نام لینے یعنی قربانی کرنے کا حکم دیا گیا ہے، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے﴿... وَ يَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ... (الحج: ٢٨) اس آیت کریمہ کی تفسیر فرماتے ہوئے مولانا حافظ صلاح الدین یوسف رقم طراز ہیں: ''ایام معلومات'' سے ذبح کے ایام ''ایام تشریق'' ہیں، جو یوم النحر (۱۰/ذی الحجہ) اور تین دن اس کے بعد، یعنی ۱۱،۱۲اور۱۳/ذی الحجہ تک قربانی کی جاسکتی ہے''۔

جن علماء وائمہ نے یوم النحر کے بعد صرف دو دن تک ہی قربانی کی اجازت دی ہے انھوں نے بعض صحابہ کے آثار سے استدلال کیا ہے، مگر ظاہر ہے صحیح مرفوع حدیث کے مقابلہ میں وہ آثار قابل عمل نہیں، ممکن ہے ان صحابہ تک یہ حدیث نہ پہونچی ہو اس لئے وہ تو معذور ہیں، تاہم جن لوگوں کے سامنے یہ حدیثیں ہیں کم از کم انھیں تو سنت پر عمل کرنے میں کوئی ہچکچاہٹ نہ ہونی چاہئے۔اس لئے بلا قیل وقال اس حدیث پر عمل ہونا چاہئے اور جو آدمی ۱۳/ذی الحجہ کو قربانی کرے اسے مطعون نہ کرنا چاہئے، بلکہ مناسب ہے کہ جو حضرات ایک سے زائد قربانی کرنا چاہیں وہ اس سنت مہجورہ کو زندہ کرنے کے

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

لئے ایام تشریق کے آخری دن یعنی ۱۳ رذی الحجہ کو قربانی کا اہتمام کریں۔

قربانی کیلئے افضل دن:

صحیح احادیث کی روشنی میں اور سنت نبوی کے مطابق ''یوم النحر''، یعنی ۱۰ر ذی الحجہ کو قربانی کرنا افضل ہے، جیسا کہ اللہ کے رسول ﷺ کا ارشاد ہے: ''إن أعظم الأيام عند الله يوم النحر ثم يوم القرّ''یعنی بیشک دنوں میں سب سے عظیم دن اللہ کے نزدیک یوم النحر (۱۰ر ذی الحجہ) ہے پھر یوم القر یعنی دوسرا دن۔

(صحیح/سنن أبی داؤد)

نبی کریم ﷺ کی سنت متواترہ قربانی کے سلسلہ میں یہی منقول ہے کہ آپ ﷺ مدینہ میں ہمیشہ پہلے دن ہی قربانی کرتے رہے اور حجۃ الوداع کے موقعہ پر منیٰ میں بھی آپ ﷺ نے سو اونٹوں کی قربانی پہلے ہی روز فرمائی، چنانچہ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے اپنا اور مسلمانوں کا طریقہ قربانی کے تعلق سے ان الفاظ میں بیان فرمایا: ''إن أول ما نبدأ به في يومنا هذا نصلى ثم نرجع فننحر، من فعله فقد أصاب سنتنا ''یعنی آج (عیدالأضحیٰ) کے دن ہم سب سے پہلے نماز ادا کرتے ہیں پھر واپس آ کر قربانی کرتے ہیں، جس نے ایسا کیا وہ ہمارے طریقہ کو پا گیا۔

(صحیح بخاری)

اس لئے جس کے پاس ایک یا ایک سے زائد قربانی ہو وہ پہلے ہی دن قربانی کرے، بالخصوص اگر ایک ہی جانور ہو تو افضل دن کو گنوانا مناسب نہیں، بہت سارے لوگ کسی عزیز یا رشتہ دار کی آمد کو بنیاد بنا کر خود کو افضل دن کی قربانی سے محروم کر لیتے ہیں جو کسی طرح بہتر نہیں، قربانی کا اصل مقصد حصول اجر وثواب ہے نہ کہ گوشت خوری اور ضیافت۔

قربانی کا طریقہ اور اس کی دعائیں:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

قربانی کے جانور کو ذبح کرتے ہوئے قبلہ رخ لٹانا مسنون ہے، جیسا کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت سے ظاہر ہوتا ہے، ذبح کرتے وقت کئی دعائیں احادیث میں ذکر ہوئی ہیں، ان میں سے کوئی بھی دعا پڑھی جاسکتی ہے:

☆ **اِنِّی وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَ الْأَرْضَ حَنِیْفًا وَّ مَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ، اِنَّ صَلَاتِیْ وَ نُسُکِیْ وَ مَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ، لَا شَرِیْکَ لَهٗ وَ بِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَ اَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ، اَللّٰهُمَّ! مِنْکَ وَلَکَ عَنْ ..... (نام لے) بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَر** ۔ پھر ذبح کرے۔ (سنن ابی داؤد ،علامہ البانی نے اسے ضعیف کہا ہے تاہم بعض دوسرے محدثین نے اس کا حسن ہونا ثابت کیا ہے)۔

☆ "**بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَر**" یہ دعا حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں ہے کہ نبی ﷺ نے دو چتکبرے سینگ والے مینڈھوں کی قربانی فرمائی، انھیں اپنے ہاتھ سے ذبح کیا اور "**بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَر**" پڑھا۔

☆ "**بِسْمِ اللّٰہِ وَاللّٰہُ اَکْبَر، هٰذا عَنِّی**" یا "**عن**... (نام لیا جائے)۔

(صحیح / سنن ابی داؤد: ٢٤٣٦)

☆ "**بِسْمِ اللّٰہِ ، اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ مِنْ** ... (نام لیا جائے) (صحیح مسلم)

افضل ہے کہ اپنی قربانی آدمی خود ذبح کرے، متعدد حدیثوں میں نبی کریم ﷺ کا اپنی قربانی ذبح کرنے کا ذکر وارد ہے، چنانچہ صحیحین کی وہ روایت جو حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے دو سینگ والے چتکبرے مینڈھوں کی قربانی فرمائی، اور ان دونوں کو اپنے ہاتھ سے ذبح کیا"... **ذبحهما بیده**" (صحیح بخاری و صحیح مسلم) ،اسی طرح حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی صحیح مسلم کی روایت سے بھی پتہ چلتا ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت عائشہ رضی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اللہ عنہا سے چھری منگائی اور اپنے ہاتھ سے ذبح فرمایا، حجۃ الوداع میں تو آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے ترسٹھ اونٹ ذبح کئے تھے، باقی ۳۷/ اونٹ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ذبح فرمائے۔(صحیح مسلم)

قربانی کے لئے چھری تیز ہو:

چاہے قربانی کا جانور ہو یا عام ذبیحہ مسنون یہ ہے کہ چھری خوب تیز کر لی جائے تا کہ جانور آسانی سے ذبح ہو جائے، حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "**إذا ذبحتم فأحسنوا الذبح و ليحدّ أحدكم شفرته و ليرح ذبيحته**" (صحيح/ سنن أبي داؤد) یعنی جب تم کسی جانور کو ذبح کرو تو اچھی طرح ذبح کرو اور چاہئے کہ تم میں سے ہر شخص اپنی چھری کو تیز کر لے اور اپنے ذبیحہ کو راحت پہونچائے۔

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے قدرے ایک طویل حدیث مروی ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے قربانی کے لئے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے چھری مانگی، اور فرمایا "**اشحذيها بحجر**" یعنی اسے پتھر پر تیز کر دو، چنانچہ انھوں نے اسے تیز کیا، پھر آپ ﷺ نے چھری لی اور مینڈھے کو پکڑ کر لٹایا اور اسے ذبح کیا۔(صحیح مسلم)

قربانی عیدگاہ کے پاس مسنون ہے:

اگر کوئی قانونی اور سماجی رکاوٹ نہ ہو تو قربانی عیدگاہ سے قریب کرنی مسنون ہے، اس لئے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ "**كان رسول الله ﷺ يذبح و ينحر بالمصلى**" یعنی اللہ کے رسول ﷺ (قربانی کا جانور) عیدگاہ میں ذبح یا نحر فرماتے تھے۔(صحیح بخاری)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

قربانی کا گوشت:

قربانی کے گوشت کے سلسلہ میں حدیث کے اندر یہ ہدایت ہے کہ آدمی خود کھائے، بچا کر رکھ لے اور صدقہ کرے، جیسا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''کلوا و ادّخروا و تصدّقوا'' (صحیح مسلم) یعنی (قربانی کا گوشت) خود کھاؤ، ذخیرہ کرو اور صدقہ کرو۔

سورۃ الحج کے اندر بھی اللہ تعالیٰ نے قربانی کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ﴿فَكُلُوْا مِنهَا وَ اَطْعِمُوْا البَأْيِسَ الفَقِيْرَ﴾ (الحج:۲۸) ترجمہ: پھر تم خود بھی اس کا گوشت کھاؤ اور بھوکے فقیر کو بھی کھلاؤ۔

پھر سورۃ الحج میں آگے ارشاد ہوا ﴿...فَكُلُوْا مِنهَا وَ اَطْعِمُوْا القَانِعَ وَ الْمُعْتَرَّ...﴾ (الحج:۳۶) ترجمہ: اسے (خود بھی) کھاؤ، اور مسکین سوال سے رکنے والوں اور سوال کرنے والوں کو بھی کھلاؤ۔

مفسر قرآن مولانا حافظ صلاح الدین یوسف فرماتے ہیں کہ: ''بعض نے ''قانع'' کے معنی سائل اور ''معتر'' کے معنی زائر یعنی ملاقاتی کے کئے ہیں، بہر حال اس آیت سے استدلال کرتے ہوئے کہا جاتا ہے کہ قربانی کے گوشت کے تین حصے کئے جائیں، ایک اپنے لئے، دوسرا ملاقاتیوں اور رشتہ داروں کے لئے اور تیسرا سائلین اور معاشرہ کے ضرورت مند افراد کے لئے، جس کی تائید میں یہ حدیث بھی پیش کی جاتی ہے' جس میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''میں نے تمھیں (پہلے) تین دن سے زیادہ قربانی کا گوشت ذخیرہ کر کے رکھنے سے منع کیا تھا، لیکن اب تمھیں اجازت ہے کہ کھاؤ اور جو مناسب سمجھو ذخیرہ کرو' دوسری روایت کے الفاظ ہیں: ''پس کھاؤ، ذخیرہ کرو اور صدقہ کرو' ایک اور روایت کے الفاظ اس طرح ہیں ''پس کھاؤ، کھلاؤ اور صدقہ کرو''۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(صحیح بخاری و صحیح مسلم و سنن)

پھر اس سلسلہ میں گفتگو کرتے ہوئے موصوف نے آگے تحریر فرمایا کہ: ''درحقیقت کسی بھی آیت یا حدیث سے اس طرح کے دو یا تین حصوں میں تقسیم کرنے کا حکم نہیں نکلتا، بلکہ ان میں کھانے کھلانے کا حکم ہے، اس لئے اس اطلاق کو اپنی جگہ برقرار رہنا چاہئے اور کسی تقسیم کا پابند نہیں بنانا چاہئے''۔

قربانی کا گوشت غیر مسلموں کو دینا:

حدیث میں وارد لفظ ''تـصـدَّقوا'' کے عموم سے استدلال کرتے ہوئے اور قربانی کو صدقہ پر قیاس کرتے ہوئے امام احمد بن حنبل، امام ثور، امام حسن اور اصحاب الرأی کا خیال ہے کہ قربانی کا گوشت غیر مسلموں کو بھی دیا جا سکتا ہے، (المغنی ۶۳۳/۸)

اس رخصت کا فائدہ اٹھا کر بعض لوگ قربانی کے گوشت کا زیادہ تر حصہ غیر مسلم سیاسی قائدین، حکام اور افسران کو ہدیہ کر دیتے ہیں یا پر تکلف دعوت کا اہتمام کر کے انھیں کھلا دیتے ہیں، تا کہ ان کے اثر و رسوخ سے وہ فائدہ اٹھا سکیں، یعنی یہ چیز بیع کے مشابہ ہوگئی اور قربانی کے گوشت کا بیچنا درست نہیں ہے، اسی طرح بعض غیر مسلموں کے بارے میں شبہ بلکہ یقین ہوتا ہے کہ قربانی کا گوشت وہ شراب جیسی گندی چیز کے ساتھ استعمال کریں گے، جہاں ایسا اندیشہ ہو ان کو دینے سے احتراز ہی اولیٰ ہے، البتہ اپنے غیر مسلم پڑوسیوں اور دوسرے برادران وطن متعلقین کو جن کے بارے میں اس قسم کا شبہ اور اندیشہ نہیں انھیں قربانی کا گوشت دینے میں کوئی مضائقہ اور حرج نہیں۔

قربانی کا گوشت و پوست قصاب کو دینا:

قربانی کا گوشت یا اس کی کھال قصاب کو بہ طور اجرت دینی درست نہیں ہے، اس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

لئے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے مجھے قربانی کی نگرانی پر مامور کرتے ہوئے حکم دیا کہ ''اس کے گوشت و پوست کو تقسیم کردوں اور ان میں سے قصاب کو کچھ نہ دوں''۔(بخاری و مسلم) لیکن اگر قصاب محتاج ہو تو بہ طور اجرت نہیں بلکہ بہ طور استحقاق اس کو بھی دیا جاسکتا ہے۔(المغنی: ٦٣٣/٨)

قربانی کے جانور کی کھال آدمی خود اپنی استعمال میں لاسکتا ہے،یعنی اس کا جوتا، مشکیزہ،جیکٹ وغیرہ بنا کر اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے،اور اگر خود فائدہ نہ اٹھانا چاہے تو اسے صدقہ کردے(مسند أحمد) البتہ کھال فروخت کرکے اس کی قیمت سے خود انتفاع درست نہیں ہے۔

میت کی جانب سے قربانی:

میت کی جانب سے قربانی کی مشروعیت مختلف فیہ ہے،بعض علماء اس کے جواز کے قائل ہیں اور بعض اسے درست نہیں کہتے،تاہم کسی بھی صحیح حدیث میں میت کی جانب سے قربانی کا ذکر نہیں،جن علماء نے اجازت دی ہے انھوں نے اسے صدقہ پر محمول کیا ہے،اس لئے انھوں نے یہ بھی صراحت فرمادی کہ اگر صرف میت کی جانب سے کوئی قربانی کرے تو اسے پورا گوشت صدقہ کردینا چاہئے اس میں سے خود کچھ نہ کھانا چاہئے۔

میت کی جانب سے قربانی جائز قرار دینے والوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اس روایت سے بھی استدلال کیا ہے جس میں یہ ہے کہ ''نبی ﷺ نے انھیں وصیت فرمائی تھی کہ آپ ﷺ کی جانب سے وہ ہر سال ایک قربانی کرتے رہیں''، یہ جامع ترمذی کی روایت ہے،اولا: تو یہ حدیث ضعیف ہے،ثانیا: اگر اس کو صحیح تسلیم بھی کرلیا جائے تو اس سے مطلقاً میت کی جانب سے قربانی کے جواز کا ثبوت نہیں ملتا،زیادہ سے زیادہ یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اگر کوئی خیر کی وصیت کرکے فوت ہو تو ورثاء کو اس کی وصیت نافذ کرنا

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

چاہئے۔

شیخ الحدیث علامہ عبید اللہ رحمانی رحمہ اللہ نے اس سلسلہ میں بحث کرنے کے بعد اپنے استاد صاحب تحفہ علامہ عبد الرحمٰن محدث مبارکپوری رحمہ اللہ کا قول نقل فرمایا ہے کہ: ''لم أجد في التضحية عن الميت منفردا حديثاً مرفوعا صحيحا، و أما حديث عليٍّ هذا فضعيف ، فإذا ضحى الرجل عن الميت منفردا فالإحتياط أن يتصدق بها كلها '' ترجمہ: تنہا میت کی جانب سے قربانی کے سلسلہ میں مجھے کوئی صحیح، مرفوع ایک حدیث بھی نہ ملی، رہی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حدیث تو یہ ضعیف ہے، اس لئے اگر کوئی شخص تنہا صرف میت کی جانب سے قربانی کرے تو احتیاط اسی میں ہے کہ پورا گوشت صدقہ کردے۔ (مرعاة المفاتيح: ۳۵۹/۲)

میت کی جانب سے قربانی ظاہر ہے اس کو ثواب پہونچانے کے مقصد ہی سے کی جاتی ہے، اس لئے اگر یہ مقصد عام مالی صدقہ کے ذریعہ حاصل کیا جائے جس کے بارے میں علماء متفق ہیں تو زیادہ بہتر ہے۔

اگر کوئی شخص اپنی قربانی میں اپنے زندہ اہل خانہ کے ساتھ اپنے مُردوں کو بھی شامل کرلے تو یہ زیادہ بہتر ہے، قربانی کے اجر وثواب میں ان شاء اللہ مُردے بھی شریک رہیں گے اور ایسی قربانی کا گوشت سب کھا بھی سکتے ہیں۔(تفصیل کے لئے ملاحظہ کریں مرعاة المفاتيح: ۲/ ۳۵۹)

نبی کریم ﷺ کی جانب سے قربانی؟

بعض نادان مسلمان اس بنیاد پر کہ نبی کریم ﷺ نے اپنی امت کی جانب سے قربانی فرمائی تھی وہ آپ ﷺ کی جانب سے قربانی کرکے وہ قرض اتارنا چاہتے ہیں، یہ بہت بڑی نادانی ہے، بھلا ہم نبی کریم ﷺ کے احسانات کا کون کون سا قرض اتاریں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

گے؟ نبی ﷺ کے حق میں مسلمانوں کے لئے سب سے بہتر عمل درود بھیجنا ہے، وہ اس عمل کے ذریعہ سے اللہ کی رحمت کے مستحق بھی بنیں گے اور کسی طور آپ ﷺ کا حق بھی ادا ہوگا، اس لئے ہمیں اس کا اہتمام ضرور کرنا چاہیے۔

دوسری بات نبی ﷺ کے مقابلہ میں اجر وثواب کے ہم زیادہ محتاج ہیں، آپ ﷺ تو معصوم عن الخطأ ہیں نیز آپ ﷺ کے اگلے پچھلے سارے گناہ معاف ہیں، آپ کے لئے ایصال ثواب کرنے سے بہتر یہ ہے کہ بندہ اپنی مغفرت کی فکر کرے۔

قربانی کے مقاصد:

(۱) تقویٰ اور رضائے الٰہی

قربانی ایک عبادت اور تقرب الٰہی کا اہم ذریعہ ہے، اس لئے اس کا بھی مقصد عام عبادات کی طرح صرف حصول تقویٰ اور رضائے الٰہی ہے، اس لئے نہ تو قربانی رسم و رواج سمجھ کر کرنی چاہیے اور نہ اسے گوشت خوری کی ایک تقریب سمجھنا چاہیے، بلکہ قربانی کرنے والے کے دل میں وہی جذبۂ ایثار وقربانی موجزن رہنی چاہیے جو سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دل کے اندر تھی، اسی لئے قرآن کریم میں قربانی کے تعلق سے وضاحت کے ساتھ ہے ﴿لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَ لَا دِمَاۤؤُهَا وَ لٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ﴾ (الحج:۳۷) ترجمہ: اللہ تعالیٰ کو قربانیوں کے گوشت نہیں پہونچتے نہ ان کے خون، بلکہ اسے تو تمھارے دلوں کی پرہیزگاری پہونچتی ہے۔

نیز حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹوں کے حوالہ سے قرآن کریم کے اندر جس قربانی کا ذکر ہوا ہے اور جس میں صراحت ہے کہ ایک کی قربانی مقبول اور دوسرے کی مسترد ہوگئی، وہیں اس بھائی کی زبان سے جس کی قربانی بارگاہ الٰہی میں شرف قبول سے بہرہ ور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہوئی تھی یہ کہلوایا گیا ہے کہ ''اللہ تو صرف متقیوں کی قربانی قبول فرماتا ہے'' آیت ربانی ملاحظہ فرمائیں: ﴿ وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ ابْنَيْ آدَمَ بِالْحَقِّ إِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ أَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْآخَرِ ، قَالَ لَأَقْتُلَنَّكَ، قَالَ إِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللَّهُ مِنَ الْمُتَّقِينَ ﴾ (المائدة: ٢٧) ترجمہ: آدم (علیہ السلام) کے دونوں بیٹوں کا کھرا کھرا حال بھی انھیں سنادو، ان دونوں نے ایک قربانی (نذر) پیش کی، ان میں سے ایک کی قربانی (نذر) تو قبول ہوگئی اور دوسرے کی مقبول نہ ہوئی تو وہ کہنے لگا کہ میں تجھے مار ہی ڈالوں گا، اس نے (جس کی نذر مقبول ہوئی تھی) کہا اللہ تقویٰ والوں کا ہی عمل قبول کرتا ہے۔

احادیث شریفہ میں بھی اس جانب واضح اشارہ ہے کہ قربانی اخلاص نیت اور حصول تقویٰ کے جذبہ ہی سے مقبول ہوتی ہے، ریا ونمود کا ادنیٰ شائبہ یا کوئی اور مقصد اس عمل کو ضائع اور اکارت کرنے کے لئے کافی ہے۔ اس لئے مسلمانوں کو اس عبادت کے اندر اخلاص پیدا کرنا چاہئے۔

(۲) جذبۂ ایثار، خودسپردگی اور فداکاری کا اقرار:

پوری دنیا کے مسلمانوں کا عیدالاضحیٰ اور ایام تشریق میں سنت ابراہیمی کو زندہ کرتے ہوئے قربانی کرنا دراصل اس ذبح عظیم کی یاد تازہ کرتا ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زندگی کا ایک ناقابل فراموش اور غیر معمولی واقعہ ہے، جب اللہ کے اس مخلص بندہ نے خواب کو حقیقت کا روپ دے دیا اور حلیم و بردبار اور آداب فرزندی سے واقف کار بیٹے کی حلق پر ایک مشفق باپ ہوتے ہوئے بھی چھری رکھ کر فداکاری کی لازوال مثال قائم کردی، یہ منظر دیکھ کر یقیناً زمین تھرا گئی ہوگی اور آسمان لرز اٹھا ہوگا،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مگر اللہ کے اس خلیل کے ہاتھ میں نہ معمولی لغزش آئی اور نہ ہی اس کا پائے ثبات ادھر سے ادھر ہوا، اللہ کے حکم کی بجا آوری اور اس کی رضا کے لئے ابراہیم علیہ السلام اپنے چہیتے بیٹے اسماعیل کو اللہ کے حضور قربان کرنے کے لئے آمادہ ہو گئے، بیٹے سے مشورہ بھی کیا کہ دیکھیں بیٹا امتثال الٰہی کے لئے کس حد تک تیار ہے؟ قربان جایئے وہ بھی اس آزمائش میں سرخرو اور کامیاب نکلا اور مومنانہ جواب دیا کہ ابا جو حکم ہوا ہے اسے بجالایئے۔

یہ فیضانِ نظر تھا یا کہ مکتب کی کرامت تھی
سکھائے کس نے اسماعیل کو آدابِ فرزندی

پھر بیٹے کو پیشانی کے بل زمین پر لٹا دیا گیا اور چھری گردن پہ رکھ دی گئی کہ اللہ تعالیٰ نے آواز دی کہ بس ابراہیم بس! تم نے تو اپنے خواب کو بھی سچ کر دکھایا اور اسماعیل کی جگہ ایک مینڈھا فراہم کر کے ان کے جذبۂ قربانی کی تسکین کا سامان کیا اور اس سنت کو دوسروں میں بھی جاری وساری کر دیا، اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں اس واقعہ کی منظر کشی ان الفاظ میں فرمائی ہے: ﴿فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يٰبُنَيَّ إِنِّيٓ أَرٰى فِي الْمَنَامِ أَنِّيٓ أَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰى، قَالَ يٰٓأَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِيٓ إِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِينَ،فَلَمَّآ أَسْلَمَا وَتَلَّهُ لِلْجَبِينِ، وَنَادَيْنٰهُ أَنْ يّٰٓإِبْرٰهِيمُ، قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْيَا إِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ، إِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْبَلٰٓؤُا الْمُبِينُ ،وَفَدَيْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِيمٍ، وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْآخِرِينَ ،سَلٰمٌ عَلٰٓى إِبْرٰهِيمَ ،كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ، إِنَّهُ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِينَ﴾

(الصّٰفّٰت: ۱۰۳ تا ۱۱۱)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: پھر جب وہ (بچہ) اس عمر کو پہونچا کہ ان کے ساتھ چلے پھرے، تو انھوں (ابراہیم علیہ السلام) نے کہا میرے پیارے بیٹے! میں خواب میں اپنے آپ کو تجھے ذبح کرتے ہوئے دیکھ رہا ہوں، اب تو بتا کہ تیری کیا رائے ہے؟ بیٹے نے جواب دیا کہ ابا! جو حکم ہوا ہے اسے بجالائیے، ان شاء اللہ آپ مجھے صبر کرنے والوں میں سے پائیں گے۔ غرض جب دونوں مطیع ہوگئے اور انھوں (باپ) نے اس (بیٹے) کو پیشانی (یا پہلو) کے بل گرادیا، تو ہم نے آواز دی کہ اے ابراہیم! (بس کر) یقیناً تو نے تو اپنے خواب کو سچا کر دکھایا، بیشک ہم نیکی کرنے والوں کو اسی طرح جزاء دیتے ہیں، درحقیقت یہ کھلا امتحان تھا، اور ہم نے ایک بڑا ذبیحہ (جنت سے لایا ہوا مینڈھا) اس کے فدیہ میں دے دیا، اور ہم نے ان کا ذکر خیر پچھلوں میں باقی رکھا، ابراہیم پر سلام ہو، ہم نیکوکاروں کو اسی طرح بدلہ دیتے ہیں، بیشک وہ ہمارے ایمان دار بندوں میں سے تھا۔

گویا قربانی عظیم الشان عبادت مسلمانوں کو ابراہیم علیہ السلام اور ان کے اطاعت شعار خانوادہ کی یادتازہ رکھنے کے لئے مشروع ہوئی ہے کہ اللہ کی اطاعت وعبادت کے ساتھ وہ اپنے اندر ابراہیم، ہاجرہ اور اسماعیل علیہم الصلوۃ والسلام کی روح پیدا کریں اور فداکاری وخودسپردگی کے ان اوصاف سے خود کو آراستہ رکھیں جن کے سبب اللہ کے یہاں ان کی پذیرائی اور مقبولیت ہوئی۔

حقیقت یہ ہے کہ اگر قربانی کرنے والوں کے ذہن ودماغ میں ذبح عظیم کی یادتازہ نہ رہے، حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام اور حضرت اسماعیل ذبیح اللہ علیہ السلام کے خانوادہ کا تصور نہ رہے، ان کی سیرت وکردار سے یہ نابلد اور ناواقف رہیں اور ان کے اوصاف حمیدہ سے خود کو آراستہ کرنے کا جذبہ اور تڑپ ان کے اندر نہ ہو تو یہ عبادت بے معنی اور بے کیف ہوکر رہ جائے گی، اس سے وہ روحانی لذت حاصل نہ ہوگی جس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کا حصول اس عبادت کا مقصد ہے، بلکہ اس کی حیثیت محض رسم و رواج اور گوشت خوری کی ایک تقریب بن کر رہ جائے گی، اور اس کا مقصد فوت ہو جائے گا، اس لئے قربانی کرنے والوں کو بالخصوص اور عام مسلمانوں کو بالعموم سیرت ابراہیمی سے اپنے ایمان میں تازگی پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے اور موجودہ حالات میں انھیں مشعل راہ بنا کر اپنے ایمان کی حفاظت اور دین برحق پر استقامت کی مشق کرنی چاہیئے، یہی پیغام ہے حج و قربانی کا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہماری نیتوں میں اخلاص عطا فرمائے اور ہماری جملہ طاعات و عبادات اپنی مرضی کیلئے انجام دینے کی توفیق بخشے اور انھیں اپنے فضل خاص سے قبول فرمائے، ﴿رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ﴾ آمین۔

و صلّى الله على نبينا محمد و آله و صحبه و بارك و سلم۔

☆☆☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

فہرست مصادر ومراجع
(بترتیب حروف تہجی)

١ ـ القرآن الكريم   تنزيل من رب العالمين

٢ ـ إرواء الغليل   العلامة محمد ناصر الدين الألبانى
المكتب الإسلامى، بيروت

٣ـ تحفة الأحوذى   العلامة عبد الرحمن المباركفورى
دار الكتب العلمية، بيروت

٤ ـ تفسير أحسن البيان   ترجمه: مولانا محمد جوناگڑھی
تفسير: حافظ صلاح الدين يوسف

٥ـ تفسير القرآن العظيم   الحافظ اسماعيل بن كثير الدمشقى
مكتبة دار الفيحاء،دمشق

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

٦۔تنویر العینین	الشیخ مصطفی بن اسماعیل السلیمانی مکتبة الفرقان،عجمان
٧۔جامع البیان فی فی تفسیر القرآن	العلامة معین الدین محمد الشافعی مکتبة غراس للنشر، الکویت
٨۔ الجامع الصحیح	الإمام محمد بن إسماعیل البخاری مکتبة المعارف،الریاض
٩۔الجامع الصحیح	الإمام محمد بن عیسی الترمذی مکتبة المعارف، الریاض
١٠۔ سلسلة الأحادیث الضعیفة و الموضوعة	العلامة محمد ناصر الدین الألبانی مکتبة المعارف، الریاض
١١۔سنن دارقطنی	الإمام علی بن عمر الدارقطنی دارعالم الکتب،بیروت
١٢۔ سنن أبی داؤد	الإمام سلیمان بن أشعث السجستانی مکتبة المعارف، الریاض
١٣۔ السنن الصغری	الإمام أحمد بن شعیب النسائی مکتبة المعارف، الریاض
١٤۔السنن الکبری	الإمام أحمد بن حسین البیهقی دائرة المعارف العثمانیة،حیدرآباد
١٥۔ سنن ابن ماجه	الإمام محمد بن یزید بن ماجه مکتبة المعارف، الریاض
١٦۔صحیح الجامع الصغیر و زیادته	العلامة محمد بن ناصر الدین الألبانی المکتب الإسلامی، بیروت
١٧۔ صحیح ابن حبان	الإمام محمد بن حبان البستی دائرة المعارف العثمانیة، حیدرآباد
١٨۔ فتح الباری	الحافظ أحمد بن علی بن حجر العسقلانی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

دارالحديث ، القاهرة
١٩ـ فضائل الأوقات الإمام أحمد بن حسين البيهقى
٢٠ـ المدوّنة الكبرىٰ الإمام مالك بن أنس
دار صادر، بيروت
٢١ـ مرعاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح العلامة عبيد الله المباركفورى
نامى پريس،لكهنؤ(ط/١٣٧٨/١ﻫ)
٢٢ـ المستدرك على الصحيحين الإمام محمد بن عبد الله حاكم النيسابورى
دار الفكر، بيروت
٢٣ـ المسند الإمام أحمد بن حنبل الشيبانى
دار الفكر، بيروت
٢٤ـ المسند الصحيح الإمام مسلم بن الحجاج القشيرى
دار المعرفة، بيروت
٢٥ـ المصنَّف فى الأحاديث و الآثار الإمام عبد الله بن محمد بن أبى شيبة
دار التاج، بيروت
٢٦ـ المعجم الأوسط الإمام سليمان بن أحمد الطبرانى
٢٧ـ المغنى الإمام عبد الله بن أحمد بن قدامة
دار عالم الكتب، الرياض
٢٨ـ المنهاج الإمام محى الدين يحىٰ بن شرف النووى
دار المعرفة، بيروت
٢٩ـ نيل الأوطار الإمام محمد بن على الشوكانى
دار الفكر، بيروت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"